﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک17/جون2011ء | 14/رجب1432 ہجری قمری ۞ 17/احسان 1390ہجری شمسی | شمارہ 24

وضو کی حقیقی حفاظت

حضرت امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم استقامت اختیار کرو مگر تم ہرگز اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔اس لئے اعمال صالحہ بجالاؤ اور تمہارے اعمال میں سے سب سے بہترین عمل نماز ہے۔ (مگر یادرکھو) وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

زندگی کے یہ دن بہرحال گزر ہی جاتے ہیں اور اکثر بہائم کی زندگی کی طرح گزرتے ہیں لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت اور وفا میں گزرے۔

عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مدّنظر رکھو کہ اس سے کس طرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے پیش کیا ہے۔

اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں وفا نہ ہو تو ان کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی نمازیں بھی جہنم ہی کو لے جانے والی ہوتی ہیں۔

چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت، پابندیٔ احکام اِلٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔

’’عبداللطیف کے لئے وہ دن جو اس کی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا۔ وہ ایک میدان میں سنگساری کے لئے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی مگر وہ دن اپنی جگہ کس قدر قدر و قیمت رکھتا ہے۔ اگر اس کی باقی ساری زندگی ایک طرف ہو اور وہ دن ایک طرف، تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔ زندگی کے یہ دن بہرحال گزر ہی جاتے ہیں اور اکثر بہائم کی زندگی کی طرح گزرتے ہیں لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت اور وفا میں گزرے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لئے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے۔ بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہتے ہیں مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذّتیں اور آرام ہمیشہ کے لئے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان کا انجام آخر فنا ہے۔ مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اس کی استقامت، اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو۔ خدا تعالیٰ نامرد کو نہیں چاہتا۔ اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں وفا نہ ہو تو ان کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی نمازیں بھی جہنم ہی کو لے جانے والی ہوتی ہیں۔ جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے۔ لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اس وقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دُور ہو جاتا ہے۔

اب وقت تنگ ہے۔ مَیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اَور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوعِ انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔

نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بناوے۔ اس میں کاہلی اور سُستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ۔ اور اس تعلیم پر جو مَیں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور اس راہ پر چلو جو مَیں نے پیش کی ہے۔ عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مدّنظر رکھو کہ اس سے کس طرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے پیش کیا ہے۔ ہمیشہ ملتے رہو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ ایک دن آنا ہے کہ نہ ہم ہوں گے نہ تم اور نہ کوئی اَور۔ اور یہ سب جنگل ویرانہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہوگئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔ پس اس تبدیلی کو مدنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اسی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔

انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو، ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے؟ بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اس نے ایک مسجد کا بہانہ کرکے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اس کے وعظ سے متأثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کر اس کو چندہ میں دے دی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جائے۔ اس نے فی الفور دوسری پازیب بھی اتار کر اسے دے دی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی۔ اِس کا اُس پر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ ان کی عورت روتی ہے اور اس نے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دے دیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تُو کیوں ایسا روتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اَور کچھ نہ تھا۔ غرض ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ ہماری جماعت کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ تم ایسے نہ بنو۔ چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت، پابندیٔ احکام اِلٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ516تا518. ایڈیشن 2003ء)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے زیر اہتمام پہلی چار روزہ بین الاقوامی ایم ٹی اے کانفرنس کا کامیاب انعقاد

12 ممالک سے 35 نمائندگان کی شمولیت۔ کیمروں کا صحیح استعمال، فوٹوگرافی، ویڈیوگرافی، لائٹنگ، پروڈکشن، ایڈیٹنگ، گرافکس، سیٹ ڈیزائن، Streaming، Web Hosting وغیرہ متفرق کاموں کی عملی ٹریننگ اور رہنمائی۔

آپ سب ہمیشہ یاد رکھیں خواہ آپ رضا کار ہیں یا مستقل ملازم ہیں کہ آپ لوگ ایسا کام کر رہے ہیں جو اس زمانہ کے امام کے سپرد خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ یہ کام ایسا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی آپ لوگ جذب کر رہے ہیں۔

ایسے پروگرام بھی بننے چاہئیں جن میں غیروں کے لئے بھی جاذبیت ہو۔ دوسرے چینلز کے لئے بھی وہ پروگرام دلچسپی کا باعث ہوں۔

آپ خود بھی اپنی صلاحیتوں کو جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائیں اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو اور جاننے والوں کو جن کی قابلیتوں کا آپ کو علم ہو اس سمت میں انہیں آگے لائیں اور متعارف کروائیں۔

اختتامی تقریب میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت شمولیت اور ایم ٹی اے پروگراموں کے مزید دلچسپ اور مفید بنانے کے سلسلہ میں رضا کاران اور جماعتوں کو اہم ہدایات۔

رپورٹ مرتبہ: حامدہ سنوری فاروقی۔ لندن

(طاہر ہال۔ بیت الفتوح۔ لندن۔ 25/اپریل 2011ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے زیر اہتمام پہلی بین الاقوامی ایم ٹی اے کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں 12 ممالک سے 35 نمائندگان شامل ہوئے۔ یہ کانفرنس 22/اپریل تا 25/اپریل 2011ء منعقد کی گئی۔

اس پہلی بین الاقوامی ایم ٹی اے کانفرنس کے چار روزہ کامیاب انعقاد کے بعد پیر 25 اپریل کی شام کو ایک اختتامی تقریب منعقد کی گئی جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ انعامی سرٹیفیکیٹ تقسیم فرمائے اور خطاب فرماتے ہوئے ایم ٹی اے کے پروگرام بنانے اور اس اہم ذریعۂ ابلاغ کے ذریعہ خدماتِ دینیہ بجالانے کے بارہ میں نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ محترم نسیم باجوہ صاحب امام مسجد بیت الفتوح نے سورہ حم سجدہ کی آیات 53 تا 55 کی تلاوت با ترجمہ پیش کی جس کے بعد چیئرمین ایم ٹی اے محترم سید نصیر شاہ صاحب نے کانفرنس کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کانفرنس بعد نمازِ جمعہ 22 اپریل کو شروع ہوئی۔ اور اس میں بارہ ممالک سے 35 نمائندگان نے شرکت کی۔ جن ممالک سے نمائندوں کو شرکت کا موقع ملا وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

آسٹریلیا، بلجیم، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، آئرلینڈ، ناروے، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ۔

چیئرمین صاحب نے بتایا کہ کانفرنس منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایم ٹی اے کے لئے جو ممالک پروگرام بنا رہے ہیں اُن کے نمائندوں کو قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملے کہ ایم ٹی اے کے تمام کام کس طرح سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

جمعہ کے روز نمائندگان کو ایم ٹی اے کے دفاتر اور اسٹوڈیوز وغیرہ کا دورہ کروایا گیا۔ کیمروں کا صحیح استعمال، فوٹوگرافی اور وڈیوگرافی کے ساتھ ساتھ روشنیوں کے استعمال کے صحیح طریقے دکھائے اور سمجھائے گئے۔

ہفتہ کے روز پروگرام بنانے کے بارہ میں (Production Workshop) نشست ہوئی جس کے دوران نہ صرف پروگرام کی تیاری کے مراحل دیکھے اور سمجھائے گئے بلکہ ضروری احتیاطیں اور جماعت کی تعلیمات اور وقار کے مطابق عکاسی کا خیال رکھنے کی تاکید بھی شامل تھی مثلاً قرآن کریم کی آیات جب پیش کی جائیں تو ہمیشہ صحیح تلفظ، ادائیگی اور درست ترجمہ کا خیال رکھا جائے، خواتین شامل ہوں تو پردہ اسلامی طریق پر درست ہونا چاہئے۔

نشر و اشاعت کے اِداروں میں کام کس سلیقے سے کیا جاتا ہے۔ پھر ریکارڈ شدہ فِلم کی درستی (Editing) اور Graphics کا موزوں استعمال اور ماحول کو اچھے طریق سے پیش کرنا۔ Set Design مشق میں شامل تھے۔

اِتوار کے روز مزید موضوعات جن کا تعلق ٹیلیویژن پروگراموں کے تراجم، مختلف Channels پر ایک وقت میں متعدد زبانوں میں پروگرام پیش کرنا شامل تھا سے متعلق رہنمائی دی گئی اور نمائندگان کو مزید موضوعات سے رُوشناس کروایا گیا۔ مثلاً Website Hosting, Streaming اور فون کا استعمال پروگرام نشر کرنے کے لئے جس میں I-phone اور Blackberry شامل ہیں۔ بین الاقوامی خبروں پر کام، اُن کی تیاری، Script لکھنا اور پیش کرنا بھی ایک موضوع تھا۔

نمائندگان کی تربیت اور مشق کے لئے اُنہیں بیت الفتوح کے بارہ میں تین سے چار منٹ کی وڈیو تیار کرنے کے لئے مقابلہ کروایا گیا۔ مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے نمائندگان کو چار ٹیموں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ٹیموں کے نام نُور گروپ، محمود گروپ، ناصر گروپ اور طاہر گروپ رکھے گئے تھے۔ رہنمائی کرنے کے لئے اور تربیت دینے کیلئے ایک گروپ ساتھ ساتھ کام کرتا رہا۔ اس گروپ کا نام مسرور گروپ رکھا گیا تھا۔ شروع میں کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ وہ اپنے اپنے ملک کے نمائندوں کے ساتھ کام کرنے میں خوشی محسوس کریں گے۔ مگر انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ہم آہنگی کیلئے ہر گروپ میں مختلف ممالک کے نمائندے شامل کئے جائیں۔ مقابلہ سخت تھا اور ہر گروپ کو صرف ایک کیمرہ، ایک Tripod stand، ایک مائیکروفون اور چند لیمپ (Lights) دیئے گئے تھے۔

دِن میں تو روزانہ مختلف پروگرام جاری رہے لہٰذا ٹیموں کو شام کے وقت اور رات گئے خاصی دیر تک اپنی مقابلہ کی Documentary پر کام کرنا پڑتا تھا۔ اس طرح اُنہیں اوقات کی قربانی کی مشق کا موقع بھی ملتا رہا اور آپس میں تعاون کی روح کے ساتھ کام کرنے سے بھائی چارہ پیدا کرنے کی بھی اچھی مشق ہوئی۔ تمام ٹیم ممبر آپس میں خوب گھل مل کر کام کرتے رہے اور بہت ہی خوشکن اور برادرانہ ماحول میں تمام مراحل کی مشق کی گئی۔

چیئرمین صاحب نے اِس امر پر بھی خوشی کا اظہار کیا کہ بہت ہی کم وقت میں کانفرنس کی تیاری کی گئی تھی اور شرکت کے لئے نمائندگان کو زیادہ وقت پہلے مطلع نہیں کیا جا سکا تھا اس کے باوجود نہایت ذوق وشوق سے سے فوری طور پر سب نمائندگان اور کارکن حاضر ہو گئے اور تمام پروگراموں میں دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ حصہ لیا۔ اُنہوں نے حضور انور کی خدمت میں ایم ٹی اے کے لئے دُعاؤں کی درخواست کے ساتھ رپورٹ کو ختم کیا۔ اور پھر چاروں Documentaries جو تیار ہوئی تھیں وہ دکھائی گئیں۔ حضور انور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ منتظمین کے فیصلہ کے مطابق نور گروپ Documentary کے مقابلہ میں اوّل قرار پایا تھا۔ اِس لئے اُنہوں نے درخواست کی کہ حضورِ انور ازراہ شفقت اِس ٹیم کے ممبران کو انعامی سرٹیفیکیٹ عطا فرمائیں۔

اِس تقسیم انعامات کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اِس اختتامی تقریب میں ایم ٹی اے کے تقریباً 120 کارکن اور 35 کارکنات نے شمولیت کی سعادت پائی۔ امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ اور جماعت کے مرکزی نمائندگان بھی تقریب میں شامل ہوئے۔

خطاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

تشہد، تعوّذ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج آپ سب جو مختلف ممالک سے ایم ٹی اے کی کانفرنس کے لئے یہاں جمع ہیں، چیئرمین صاحب ایم ٹی اے نے اِس موقع کے لئے پیغام دینے کے لئے اور کچھ الفاظ کہنے کے لئے کہا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پیغام تو مَیں آپ کو ایم ٹی اے کے سالانہ ڈنر کے موقع پر دے چکا ہوں وہ آپ سب نے پڑھ بھی لیا ہوگا۔ مَیں نے کہا تھا کہ اُسی پیغام کو اپنے Brochere میں چھاپ دیں۔ ایم ٹی اے کے رضا کار جو مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں (زیادہ کام کرنے والے رضا کار ہی ہیں) اُنہیں اسے پڑھ کر اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں تو ایسے لوگوں کی فوج بھی آپ کو عطا فرما دی جو آپ کے ساتھ چلتی رہی۔ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے احمدیت کی تبلیغ اور پیغام پہنچانے کا کام اپنے طور پر کیا تھا، اُس وقت کوئی باقاعدہ مبلغین کا نظام موجود نہیں تھا۔ نہ کوئی باقاعدہ جامعہ تھا جہاں مبلغین کو مختلف علاقوں میں بھجوانے کے لئے تربیت دی جاتی۔ یہ صحابہ ہی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو آگے پہنچاتے تھے۔ اوّل تو یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود براہ راست کیا۔ اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں، اپنے ہاتھ سے اشتہارات لکھے، بیس ہزار اشتہارات لکھے اور بھیجے۔ خطوط کی تعداد بھی بے انتہا ہے جن سے آپ تبلیغ کرتے رہے۔ آپ کے صحابہؓ اِن کتب اور اشتہارات کے ذریعہ آگے پیغام پہنچاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سے دو اور دو سے چار اسی طرح تعداد بڑھتی چلی گئی۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ 'مَیں تیرے ساتھ ہوں' تو ایسے لوگ بھی عطا فرما دیئے۔ اور یہی لوگ پھر اللہ تعالیٰ کے الہام کے مطابق اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں تیرے پیاروں کے ساتھ بھی ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن گئے اور اُن کی کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے پھل لگائے اور یہ سلسلہ اس طرح آگے بڑھتا چلا گیا۔ بعد میں جماعتی لٹریچر میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ باقاعدہ مبلغین کا نظام بنا۔ جس کے ذریعہ پہلے ہندوستان میں اور پھر ہندوستان سے باہر ممالک میں مبلغین پھیلتے چلے گئے۔ پھر اِس تبلیغ کے نظام کو مزید وسعت دینے کے لئے افریقن ممالک میں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی سکول کھولے گئے۔ پھر کلینک (Clinic) کھولے گئے۔ ڈاکٹروں نے اور ٹیچروں نے یہ پیغام پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پیغام آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر نئے زمانے کی ایجادات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہ موقع بھی عطا فرمایا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ایک نیا انقلابی دور شروع ہو گیا۔ پہلے، ہفتے میں چند گھنٹے کے لئے اور پھر یہ پروگرام بڑھتا چلا گیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس کی نشریات چوبیس گھنٹے چل رہی ہیں۔ مختلف زبانوں میں پروگرام پیش کئے جا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر149

مکرم ہانی محمد الزہیری صاحب

تعارف اور بچپن کی بعض یادیں

مکرم ہانی محمد الزہیری صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق مصر سے ہے۔میری پیدائش 1984ء کی ہے۔بچپن سے ہی مجھے پڑھنے لکھنے کا شوق تھا جو بعد میں کثرتِ مطالعہ، گہرے غوروفکر اور مختلف امور کے بارہ میں مضامین لکھنے کی عادت میں بدل گیا۔دس گیارہ سال کی عمر میں میں نے احمد دیدات کی ایک کتاب Is Jesus God? کا عربی ترجمہ پڑھا۔ گوکہ اس کتاب کا اکثر حصہ مجھے سمجھ نہ آیا لیکن میرے اندرعیسائیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے بارہ میں جاننے کے لئے غیر معمولی جستجو پیدا ہوگئی۔ چنانچہ میں نے اپنے والد صاحب کی کتب کی الماری میں اس موضوع سے متعلق کسی کتاب کی تلاش شروع کردی یہاں تک کہ مجھے ایک پرانی سی موٹی کتاب ملی جس پر صلیب کا نشان کندہ تھا۔میرے پوچھنے پر والد صاحب نے بتایا کہ یہ بائبل ہے جس میں تورات اور انجیل دونوں موجود ہیں۔میری خوشی کی انتہا نہیں تھی کیونکہ میرے سامنے وہ تورات اورانجیل موجودتھی جس کا ذکر مَیں قرآن کریم میں پڑھا کرتا تھا۔

مطالعہ کا شوق اور دینی شغف

دن گزرتے رہے اور عیسائیت کے بارہ میں میرا مطالعہ بھی بڑھتا گیا یہاں تک کہ یونیورسٹی میں داخلہ کے وقت تک میں نے تاریخِ کلیسا، کتابِ مقدس، اور دیگرعیسائی عقائد کی متعدد کتب کا مطالعہ کرلیا تھا۔

میں مسلمان تھا لیکن باعمل نہ تھا، نمازوں وغیرہ کی پابندی بھی نہیں کرتا تھا، ہاں رمضان میں روزے رکھتا تھا۔عجیب بات یہ ہے کہ اکثر بچے یونیورسٹی میں آکر بگڑتے ہیں لیکن میرے اندر یونیورسٹی میں آکر اسلام کی محبت پیدا ہونی شروع ہوئی اور پھر میں نمازوں کا اس قدر پابند ہوگیا کہ میرا دل مسجد میں اٹکنے لگا۔میں نمازیں پڑھتا، قرآن کریم کی تلاوت کرتا اور مسجد کے امام کی باتیں اور وعظ بڑے انہماک سے سنتا تھا۔

سلفی جماعت میں شمولیت

کچھ عرصہ کے بعد میری اپنے ایک دوست سے ملاقات ہوئی جس نے بتایا کہ اس نے قرآن کریم حفظ کیا ہے۔نیز مجھے بھی حفظِ قرآن کی دعوت دی جسے میں نے فورًا قبول کرلیا۔وہ مجھے ایک مولوی شیخ خالد کے پاس لے گیا جس سے مَیں قرآن کریم حفظ کرنے لگا۔ شیخ خالد ایک نہایت معتدل مزاج اور معتدل خیالات کا حامل مولوی تھا۔اس نے اپنے حسن اخلاق اور حسن اسلوب سے سب کو اپنا اس قدر گرویدہ بنا لیا کہ ہم نوجوانوں نے اپنا نام ''خالدی'' رکھ لیا۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن میرا یہی دوست مجھے ملا جس نے مجھے حفظِ قرآن کی ترغیب دلائی تھی۔اس کی ہیئت قدرے بدلی ہوئی تھی جس میں لمبی داڑھی، اور ٹخنوں سے اونچا لباس نمایاں تھا۔میں نے اس تبدیلی کے بارہ میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ سلفی ہوگیا ہے۔اس کے بعد اس نے مجھے کچھ کتب اور ریکارڈ شدہ آڈیو کیسٹس دیں۔کتب پڑھنے اور کیسٹس سننے کے بعد میری طبیعت اس طرزفکر کو قبول کرنے کی طرف مائل نہ ہوئی، بلکہ میرا میلان صوفی ازم کی طرف تھا جس کے کئی طریق ہمارے ملک میں رائج ہیں اور سب سے مشہور شیخ محمد ماضی ابو العزائم کا طریق ہے جسے طریقۂ عزمیہ کہتے ہیں۔میں نے ان کی مسجد میں جانا شروع کیا اور ان کا کلام سننے کے ساتھ ساتھ مختلف اصطلاحات کے نام پر رقص وغنا اور مختلف عجیب وغریب حرکات دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کے ایک امام مسجد کے ساتھ میرے اچھے خاصے مراسم ہوگئے اور میں گھنٹوں اس سے صوفی ازم کے بارہ میں بات کرتا رہتا تھا۔ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ اس کا کسی دوسرے شہر کی مسجد میں تبادلہ ہو گیا ہے اور وہ جلد یہاں سے جا رہا ہے۔میں نے عرض کی کہ کیا ایسی صورت میں وہ اپنی بعض کتب مجھے دے سکتا ہے؟اس نے بڑی خوشی سے مجھے کتب دیدیں جن میں سے زیادہ تر شیخ محمد ماضی ابوالعزائم کی تالیفات تھیں۔تمام کتب پڑھنے کے بعد بھی میری تسلی نہ ہوئی اوردل صوفی ازم قبول کرنے کے معاملہ میں مطمئن نہ ہو سکا۔چنانچہ میں نے سوچا کہ میں نے سلفی جماعت کے بارہ میں اچھی طرح تحقیق نہیں کی تھی لہٰذا اسکے بارہ میں غوروفکر سے کام لینا چاہیئے۔لہٰذا میں نے بازار سے ابن تیمیہ، ابن القیم اور ابن عبد الوہاب کی کتب لیں اوراپنے اس مذکورہ دوست کے ذریعہ مختلف سلفی مولویوں کے ساتھ بھی رابطہ میں رہا اوران کے لیکچرز اوردرس وغیرہ سنتا رہا یہاں تک کہ کسی قدر مطمئن ہوکر میں اس جماعت میں داخل ہوگیا۔

سلفی عقائد کے مخالف اجتہادات

ان دنوں میرے ذہن میں بار بار ابھرنے والا سوال یہ تھا کہ ذات باری تعالیٰ کی معرفت اورعرفان کیونکر ممکن ہے اور اس کی صفات واسماء سے کیا مراد ہے؟اسی طرح آخری زمانے کی بعض علامات جیسے نزول عیسیٰ بن مریم اور ظہور مہدی اور دجال وخروجِ دابّة وغیرہ کے بارہ میں بھی بے شمار سوالات پیدا ہوتے اورکوئی مطمئن کرنے والا جواب کہیں سے نہ ملتا تھا۔

اسی عرصہ میں میں نے شیخ محمود شلتوت کا وفات مسیح علیہ السلام کے بارہ میں فتویٰ پڑھا۔لیکن مجھے دیگر لوگوں کے برخلاف یہ پڑھ کر زیادہ استغراب نہیں ہوا کیونکہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایک انسان عمر گزارنے کے بعد فوت ہوجائے، خصوصًا جبکہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے بارہ میں فرمایا ہے کہ: إِنِّـــــــي مُتَــوَفِّيكَ۔ یعنی میں تجھے وفات دوں گا۔لیکن مجھے استغراب اس بات سے تھا کہ مسیح کی وفات ہوگئی ہے تو پھر نازل کیونکر ہوسکتا ہے؟ یہ سوال مجھے پریشان کرتا رہا تا آنکہ میرا احمدیت سے تعارف ہوا اور اس میں اس سوال کا شافی جواب مل گیا۔

اسی طرح دجال کے بارہ میں مجھے شیخ محمد عبدہ کی یہ تشریح قرینِ عقل وقیاس لگی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ دجال کوئی بھاری بھرکم لحیم وضخیم اور خوفناک شخصیت کا نام نہیں بلکہ یہ لفظ خرافانہ خیالات کے لئے ایک symbol کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

علاوہ ازیں جب میں شیخ خالد کے پاس قرآن کریم حفظ کرتا تھا تو ایک دن جب سورۃ البقرہ کی آیت مَـا نَـنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا ...... الخ (البقرۃ 107) پر رُک کر شیخ صاحب سے اس کا معنی دریافت کیا۔جس کے جواب میں انہوں نے مجھے مسئلہ نسخ اور اس کی تین اقسام کے بارہ میں تفصیلی لیکچر دیا جس کے آخر پر میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کی وضاحت سے ناسخ ومنسوخ کے تصور کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ دوآیات میں تعارض ہے جن میں سے ایک ناسخ اور دوسری منسوخ ہے۔لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم میں ایسے تعارض اور اختلاف کا یقین رکھنا جائز ہے؟انہوں نے کہا کہ قرآن کریم میں نہ تعارض ہے نہ تناقض، ہاں ناسخ ومنسوخ ہے جس کی حکمت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ان کی بات کسی طور بھی مجھے مطمئن نہ کرسکی اور میری طبیعت نے ناسخ ومنسوخ کے اس تصور کو بشدت ردّ کردیا۔

اسی طرح جنّوں کے بارہ میں بھی مجھے سلفی طرز فکر کی تشریحات اچھی نہ لگتی تھیں۔

سلفیوں کے ان مسلّمہ عقائد کے خلاف رائے رکھنے کی بناء پر وہ اکثر مجھے کہتے تھے کہ تم سلفی نہیں ہو۔ کیونکہ سلفی مسیح علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ کا بشدت مخالف ہے اور تم اس کو قبول کرتے ہو۔سلفی ناسخ و منسوخ کے عقیدہ کا قائل ہے اور تم منکر ہو۔سلفی عقیدہ کے مطابق انسانوں کو جنّ پڑنا ایک مسلّم حقیقت ہے جبکہ تم اس کے انکاری ہو۔

بہرحال ان باتوں کے باوجود میں خود کو بڑا مخلص سلفی سمجھتا تھا اور ان کی طرح ایسے مسلمان حاکم کو کافر سمجھتا تھا جو شریعت اسلامیہ کے علاوہ کسی اور وضعی قانون کو رائج کرنے کا مرتکب ہوتا۔اور یقین رکھتا تھا کہ جو خدا کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر دوسرے قوانین رائج کرتا ہے وہ کافر ہے اور اسکے خلاف بغاوت جائز ہے۔اسی طرح میں سلفیوں کی طرح دس نواقضِ اسلام کا بھی قائل تھا۔ اسی طرح مذکورہ تعریف کے مطابق کافر حاکم کی مدد کرنے والے ہر حکومتی ملازم، پولیس اور فوج وغیرہ سب کو کافر اور مرتد سمجھتا تھا۔نیز قتل مرتد کا بھی میں بشدت قائل تھا۔وغیرہ وغیرہ۔

الغرض میرا عقیدہ میری اپنی نظر میں ہی درست نہ تھا اور میں اپنے اجتہاد کی بناء پر اس میں درستیاں کرتا رہتا تھا جس کی بناء پر سلفیوں نے میرا نام مبتدع رکھ دیا تھا گویا میں ان اجتہادات کی بناء پر انکے عقیدہ میں بدعتیں داخل کررہا تھا۔

دس نواقض اسلام!!

مکرم ہانی الزہیری صاحب نے دس نواقض اسلام کا ذکر کیا ہے جو سلفی جماعت کے بانی محمد بن عبدالوہاب کے وضع کردہ ہیں اور سلفی وہابی فرقہ کے نزدیک یہ ایسے ہی اہم ہیں جیسے کلمہ طیبہ۔ان میں سے اکثر کے نزدیک ان نواقض اسلام میں سے ایک کا بھی مرتکب کافر اور مرتد ہوجاتا ہے اور اسلام کے دائرہ سے نکل جاتا ہے۔

ایسے نواقض اسلام کے بارہ میں ہر شخص جاننے کی خواہش رکھتا ہوگا۔اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکرم ہانی الزہیری صاحب کے حالات کے مزید تذکرہ سے قبل ذیل میں ''نواقض اسلام'' کا کسی قدر اختصار کے ساتھ ذکر کردیا جائے۔

یہ ''نواقض اسلام'' مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی میں کسی کو شریک کرے۔جیسے غیراللہ کے لئے ذبیحہ کرے یا کسی کی قبر پرکوئی جانور ذبح کرے، مُردوں کو پکارے یا ان سے مدد مانگے اور انکے لئے نذرونیاز کرے۔

2۔انسان اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کسی کو واسطہ یا وسیلہ بنا کر اس کو پکارنے لگے، اس سے شفاعت کا سوالی ہو، یا اس پر توکل کرنے لگے۔

3۔ یہ کہ مشرکوں کو کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرنے لگے یا ان کے مذہب کو اچھا کہنے یا سمجھنے لگے۔ ایسا شخص بھی کافر ہوجاتا ہے۔

4۔ جو یہ سمجھے کہ کوئی ہدایت یا قانون نبی کریم ﷺ کی ہدایت اور شریعت وقانون سے جامع تر یا مکمل تر ہے یا یہ کہ کسی اور کا حکم وقانون آپ کے حکم وقانون سے بہتر ہے مثلاً وہ شخص طاغوتوں کے حکم وقانون کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے اور آپ کے قانون پر ترجیح دے، تو ایسا انسان کافر ہے۔

5۔ جو رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شریعت کی کسی بھی بات سے نفرت اور بغض رکھتا ہو وہ کافر ہے اگرچہ ظاہر میں اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

6۔ وہ شخص جو رسول کریم ﷺ کے دین کی کسی بات یا ان کے ذکر کردہ کسی ثواب یا عذاب کا مذاق اڑائے، کافر ہوجاتا ہے۔

7۔ جو شخص جادو وغیرہ کرے۔جادو میں محبت کے ٹونے بھی آتے ہیں اور کسی محبت سے دل پھیرنے کے بھی۔ سو جو یہ کام کرے یا اس پر راضی ہو وہ کافر ہوجاتا ہے۔

8۔ مشرکوں کی نصرت اور ان کی پشت پناہی کرنا یا مسلمانوں کے خلاف ان کی معاونت کرنا بھی باعث کفر ہے۔

9۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بعض افراد محمد ﷺ کی شریعت کی اتباع سے مستثنیٰ ہوسکتے ہیں جیسا کہ خضر موسیٰ کی شریعت سے خروج کرلینے میں آزاد تھے ایسا شخص بھی کافر ہے۔

10۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین سے اعراض کرے، نہ اسکا علم حاصل کرے اور نہ ہی اس پر عمل کرے ایسا شخص بھی کافر ہے۔

{انٹرنیٹ پر عربی زبان میں گوگل (google) میں صرف ''النواقض العشرة'' لکھیں تو سینکڑوں ویب سائٹس مل جائینگی جہاں مختلف کتب کے حوالہ سے ان نواقض اور انکی شرح پر مشتمل مواد موجود ہے۔نمونہ کے

لئے مندرجہ ذیل ویب سائٹس ملاحظہ ہوں:
http://forum.te3p.com/229115.html
http://www.asqh.org/threads/5900
http://www.saaid.net/Minute/m51.htm

اردو زبان میں ان نواقض اور انکی شرح کے لئے یہ ویب سائٹس ملاحظہ ہوں۔
http://www.eeqaz.com/main/articles/2525.htm
http://hasalpuri.p2h.info/ur/play.php?catsmktba=11

تبصرہ

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے اکثر امور قابل قبول ہیں پھر ان پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مثلاً علی الاعلان شرک کرنے والے یا رسول کریم ﷺ کے حکموں سے اعراض کرنے والے کا بھلا اسلام سے کیا واسطہ رہتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ:

یہ ’’نواقض اسلام‘‘ نظری اعتبار سے گو بظاہر ٹھیک دکھائی دیتے ہیں، لیکن صرف ان دس امور کو اسلام اور کفر کا معیار بنالینا اور ان کو ارکان ایمان یا ارکان اسلام کے مشابہ ایک مجموعہ بنا کر پیش کرنا ایسی بات ہے جسے دنیا محمد بن عبدالوہاب سے قبل نہ جانتی تھی۔ دوسرے لفظوں میں کفر و اسلام کا فیصلہ کرنے والے ان ’’بنیادی امور‘‘ کی موجودہ صورت کے بارہ میں نہ صحابہ کو علم تھا، نہ تابعین کو، نہ تبع تابعین کو بلکہ بارھویں صدی ہجری سے قبل تک کے مسلمانوں کو بھی ان کا کچھ علم نہ تھا۔

اسی طرح اگر عملی اور تطبیقی اعتبار سے ان نواقض کا جائزہ لیا جائے تو باطل ٹھہرتے ہیں۔ چونکہ خود سلفی فرقہ ان کی تطبیق کے بارہ میں اختلافات کا شکار ہے اور اسی بناء پر ان کے مزید کئی فرقے بن گئے ہیں بلکہ تمام تکفیری جماعتیں اسی کا ہی نتیجہ ہیں، اس لئے یہاں ہمیں مختصراً سلفی فرقہ کی تقسیم کے بارہ میں بھی وضاحت کرنی پڑے گی۔ سلفیوں کے اندرونی فرقوں کو موٹے طور پر تین گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ پہلے گروپ کو ہم تقلیدی سلفی کہہ سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک مذکورہ ’’نواقض اسلام‘‘ میں سے ایک کا بھی مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مجموعہ اس بات کا قائل ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو تو پھر ایسے شخص پر فرد جرم عائد کی جائے گی۔

2۔ دوسرے گروپ کو سلفی جہادی کہا جا سکتا ہے۔ اس مجموعہ کے نزدیک مذکورہ ’’نواقض اسلام‘‘ میں سے ایک کا بھی مرتکب نہ صرف کافر بلکہ واجب القتل ہے۔ اسے تین دن توبہ کرنے اور رجوع کرنے کے لئے دیئے جائیں گے اور عدم رجوع کی صورت میں قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس کے خون کے ساتھ اس کا مال بھی حلال ہوگا۔ یہ اپنی اس سوچ کی بنیاد اس حدیث پر رکھتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاس حَتّی یَشْهَدُوا أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله وَیُقِیْمُوا الصّلاة وَیؤتُوا الزّکاة فإذا فعلوا ذلک عَصَمُوْا مِنّی دِمَآءَ هم و أموالهم۔ (البخاری، کتاب الإیمان)

یعنی مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاَ إلٰه إلاّ اللّٰه محمد رسول اللّٰه کا اقرار نہ کر لیں اور نماز نہ قائم کر لیں اور زکاۃ نہ دینے لگیں۔ اور جب انہوں نے یہ اقرار کر لیا تو مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو بچا لیا۔

یہ گروپ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ جس نے یہ اقرار نہ کیا تو ان کے خون و مال حلال ہیں۔ اور چونکہ ’’نواقض اسلام‘‘ اس اقرار سے باہر نکالنے والے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کا خون و مال حلال ہے۔ اور یہی وہ خطرناک گروپ ہے جو آج پوری دنیا میں خودکش حملے کرتا پھرتا ہے۔

3۔ تیسرے گروپ کو سلفی تکفیری قتالی کہا جا سکتا ہے۔ یہ گروپ اس قدر تشدد کا قائل ہے کہ ہر کافر کا قتل واجب سمجھتا ہے۔ یعنی اگر راستے میں بھی کہیں کوئی عیسائی یا ہندو یا کوئی ایسا شخص مل جائے جسے وہ کافر سمجھتا ہے تو اس کا قتل بھی واجب سمجھتا ہے۔ اور اس کی بھیانک شکل الجزائر میں دیکھنے میں آئی جب 90ء کی دہائی میں ان خیالات کے حامل سلفیوں نے بعض بستیوں میں جا کر قتل عام کیا۔

سلسلۂ تکفیر بلا حدود

اس طرز فکر کی بڑی خرابی یہ ہے کہ اس نے تکفیر کا بازار گرم کر دیا۔ اور جن کو کافر سمجھا ان کو کافر کہنے پر زور دیا۔ پھر جس کو انہوں نے کافر قرار دیا ہو اگر کسی کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہیں ہوتا اور وہ اس کو کافر نہیں سمجھتا تو وہ بھی کافر ہے اور جو پہلے شخص کو کافر نہ سمجھنے والے دوسرے شخص کو کافر نہیں سمجھتا وہ بھی کافر ہے اور یوں یہ سلسلۂ تکفیر ایسا چلتا ہے کہ رُکنے کا نام نہیں لیتا۔ اسی وجہ سے ان کی بے شمار جماعتیں ہو گئی ہیں کیونکہ انہوں نے ایک دوسرے کے کافر قرار دیئے جانے والوں کو کافر نہیں سمجھا۔

سلفیوں نے تکفیر کا باب تو کھولا لیکن اس کی چابی اپنی جیب میں ڈال کے رکھی ہوئی ہے۔ وہ یوں کہ صرف انہیں اختیار ہے کہ جسے چاہے مسلمان سمجھیں اور جسے چاہے کافر۔ اور جس کو ایک دفعہ وہ کافر قرار دے دیں اس کو کوئی بھی مسلمان نہیں قرار دے سکتا۔ یوں بظاہر عام فہم اور قابل قبول دکھائی دینے والے یہ نواقض اسلام بوقت تطبیق ایک ایسی صورت اختیار کر جاتے ہیں جس کے عملی مظاہر ہمارے اردگرد پھیلے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر:

☆ ناقض نمبر 3 یہ ہے کہ ’’مشرکوں کو کافر نہ کہنا یا ان کے کفر میں شک کرنا اور انکے مذہب کو اچھا کہنا یا سمجھنا‘‘۔ اس سے انکے متشدد گروہ یہ مراد لیتے ہیں کہ جن کو سلفی مشرک قرار دے دیں تو کسی کو اس کے بارہ میں مختلف رائے رکھنے کا اختیار باقی نہیں رہتا بلکہ اس کو جو کافر نہیں کہتا یا ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ چونکہ سلفی اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ مشرک اور کافر کو کافر کے نام سے پکارنا چاہئے اس لئے بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے والے بعض لیڈر جب عیسائیوں یا ہندوؤں کو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مسیحی بھائی یا ہندو بھائی، تو بعض سلفیوں کے نزدیک وہ اس ناقض نمبر 3 کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں اور کفر کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔

☆ ناقض نمبر 5 اس طرح ہے کہ ’’رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شریعت کی کسی بھی بات سے نفرت اور بغض رکھنا اگرچہ ظاہر میں اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو‘‘۔ گو کہ یہ بات بظاہر بڑی عام فہم نظر آتی ہے لیکن چونکہ بعض سلفیوں کے نزدیک صرف وہی دین اسلام کو بہتر سمجھتے ہیں اس لئے اگر انکے فہمِ اسلام اور دینی طور طریقوں کو کوئی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو وہ گویا دین اور شریعت کی بات سے نفرت یا بغض رکھنے کی وجہ سے کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ وہ صحیح اسلام کی بھی خود ہی تعریف کرتے ہیں پھر اس سے نفرت کا معیار بھی خود ہی سیٹ کر کے اسکی مخالفت کا ہر دروازہ بند کر دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں اسلامی ممالک میں طرز حکمرانی اور مختلف حکمرانوں اور انکے تحت کام کرنے والے اداروں کے کارکنوں کے بارہ میں سلفیوں کے متشدد خیالات کو رقم کرنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔

عین ممکن ہے کہ اس طرح کے متشددانہ خیالات سے محمد بن عبدالوہاب کا مقصد صرف اور صرف ارض مقدسہ سے بدعات اور مشرکانہ خیالات کا خاتمہ ہی ہو، لیکن اس طرز فکر کو مختلف رنگ دے دے کر آج تک سیاسی اور دینی طور پر اس طرح استعمال کیا جا رہا ہے کہ مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کی تکفیر اور قتل اور تباہی دنیا کے سامنے اسلام کی بھیانک تصویر پیش کر رہی ہے۔ اس طرز فکر نے اسلام کے رواداری کے تمغوں سے آراستہ سینے پر تشدد اور قتل وخون کے بدنما داغ لگا کر مخالفین اسلام کو ہزار اعتراض کا موقع دیا ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاءاللہ)

جزائر فجی کے ویسٹرن ریجن میں

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد

(طارق احمد رشید۔ مربی سلسلہ فجی)

14 فروری 2011ء کو مسجد اقصیٰ ناندی میں فجی کی ویسٹرن ریجن کی جماعتوں کو جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منانے کی توفیق عطا ہوئی۔ اس ریجن کی تین جماعتوں ناندی، لٹوکا اور مارو کے احباب نے اپنے جذبۂ عقیدت و محبت سے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے اس میں شرکت کی۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز مکرم مولانا فضل اللہ طارق صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام پیش کیا گیا۔ جلسہ میں چار تقاریر میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ اس بابرکت جلسہ کی مکمل کارروائی ریجنل ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ براہ راست نشر کی جاتی رہی۔ فجی میں یہ جماعت کا پہلا پروگرام تھا جو اِمسال براہ راست ریڈیو پر نشر کیا گیا۔ یہ ریڈیو سٹیشن گزشتہ سال ہی شروع ہوا ہے اور گاہے بگاہے اس کے ذریعے قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں درس بھی دیئے جاتے ہیں۔ اب خدا کے فضل سے ایک باقاعدہ پروگرام ’’اسلام سب کے لئے‘‘ شروع کیا گیا ہے جو ہر جمعہ کے روز پندرہ سے بیس منٹ کے لئے نشر کیا جاتا ہے۔ اِس ریڈیو سٹیشن کو چلانے والے دوست ہندو ہیں اس لئے جب چند دن پہلے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا اعلان بار بار کیا جانے لگا تو بعض غیراز جماعت علماء نے اُن کو فون کر کے کہا کہ جلسہ عید میلادالنبی ﷺ ہوتا ہے نہ کہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ۔ چنانچہ اِس حوالہ سے بھی جماعت کو اپنا مؤقف ریڈیو پر پیش کرنے کی توفیق ملی اور محترم امیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اِس بارہ میں روشنی ڈالی۔

پروگرام کو براہ راست پیش کرنے کے لئے ریڈیو کی ٹیم چونکہ مسجد تشریف لائی ہوئی تھی، وہ بھی اس ماحول کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بہت متأثر ہوئے اور آئندہ بھی خوشی اور محبت کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت ڈالے۔

یہ جلسہ صبح گیارہ بجے شروع ہوا اور دو پہر دو بجے تک جاری رہا۔ مجموعی طور پر 130 مرد وزن اس میں شامل ہوئے جن میں آٹھ غیراز جماعت مہمان بھی تھے۔ اختتامی تقریر میں مکرم امیر صاحب فجی نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالہ سے ایک حسین پہلو یعنی ’’اپنے ربّ کے ساتھ وفا‘‘ کو بیان کیا اور جماعت کو نصیحت کی کہ اس اسوہ سے ہمیں بھی اپنے خدا، دین اور امام کے ساتھ وفا میں ترقی کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

THOMPSON & Co. SOLICITORS
New Office in Fleet Street
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Criminal Litigation and Civil & Commercial Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 2-3 Hind Court, Fleet Street, London EC4A 3DL. Tel: 020 7936 2427
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

مسلمان حقیقی خلافت سے اس وقت محروم کئے گئے جب وہ اطاعت سے باہر ہوئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح و مہدی بھی ہیں، نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال کے بعد مومنین کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے پھر اس خلیفہ کو بھیجا جو اُمّتی ہونے کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پاکر خلافت جاری کرنے کا ذریعہ بن گیا۔

خلیفۂ وقت اور خلافت سے منسلک ہونے والوں کا یہ کام ہے اور اُن کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف خالص ہو کر توجہ دینے والے بنیں۔ نمازوں کا قیام اور توحیدِ خالص کا قیام اور اس کے لئے کوشش اُن کو خلافت کے انعام سے فیضیاب کرتی رہے گی۔

آیت استخلاف کی نہایت پُرمعارف تشریح و تفسیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ سے خلافت کی اہمیت، عظمت اور برکات کا نہایت ہی جامع اور پُر اثر تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 رمئی 2011ء بمطابق 27 ر ہجرت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُل لَّا تُقْسِمُوا طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۔ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۔ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۔ (سورۃ النور آیات 54 تا 57)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے:

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اُس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اُس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اُس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں، ان میں سے ایک آیت جیسا کہ ہم جانتے ہیں اور ترجمہ بھی آپ نے سُنا، آیتِ استخلاف کہلاتی ہے۔ یعنی وہ آیت جس میں مومنین سے خدا تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مختلف کتب میں اس آیت کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اور تفصیل بیان فرماتے ہوئے مختلف طریق پر اُس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن اپنی ایک مختصر سی کتاب یا رسالہ "الوصیت" میں اس حوالے سے اپنے بعد جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت جاری ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ یہ رسالہ آپ نے دسمبر 1905ء میں تصنیف فرمایا جس میں تقویٰ، توحید، اپنے مقام، خلافت اور قربِ الٰہی کے حصول کے لئے جماعت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے، مالی قربانی کے جاری رکھنے کے لئے وصیت کا عظیم الٰہی منصوبہ بھی پیش فرمایا جو درحقیقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ایک ایسا نظام ہے جس کے سامنے تمام معاشی نظام بے حقیقت ہیں کیونکہ وہ تقویٰ سے عاری اور صرف چند لوگوں یا چند ظاہری پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ بہرحال اس کی تفصیلات اور جزئیات تو بہت سی ہیں لیکن میں آپ علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں، جو آپ نے اس رسالہ میں بیان فرمائے تھے، کچھ اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔

وصیت کا نظام تو جیسا کہ میں نے کہا کہ 1905ء میں جب یہ کتاب لکھی گئی تھی، اُس وقت سے جاری ہو گیا تھا۔ لیکن آیتِ استخلاف کے حوالے سے جو بات آپ علیہ السلام نے اس کتاب میں بیان فرمائی ہے یعنی خلافتِ احمدیہ۔ وہ اس رسالے کے لکھے جانے کے تین سال بعد آج سے ایک سو تین سال پہلے آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد آج کے روز 27 رمئی 1908ء کو جاری ہوئی۔ اور یہ نظامِ خلافت وہ نظام ہے جو چودہ سو سال کی محرومی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ آپ کے سامنے رکھوں یا اقتباسات پیش کروں، اِن آیات کی مختصر

وضاحت پیش کروں گا تا کہ نظامِ خلافت سے متعلقہ قرآنی احکام بھی سامنے رہیں۔

اِن آیات میں اللہ اور رسول کو ماننے والوں کے لئے اور خلفاء کی بیعت کرنے والوں کے لئے بھی ایک مکمل لائحہ عمل سامنے رکھ دیا ہے۔ اور پہلی بات اور بنیادی بات یہ بیان فرمائی کہ اطاعت کیا چیز ہے اور اس کا حقیقی معیار کیا ہے؟ اطاعت کا معیار یہ نہیں ہے کہ صرف قسمیں کھالو کہ جب موقع آئے گا تو ہم دشمن کے خلاف ہر طرح لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف قسمیں کام نہیں آتیں۔ جب تک ہر معاملے میں کامل اطاعت نہیں دکھاؤ گے حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں۔ کامل اطاعت دکھاؤ گے تو تبھی سمجھا جائے گا کہ یہ دعوے کہ ہم ہر طرح سے مرمٹنے کے لئے تیار ہیں حقیقی دعوے ہیں۔ اگر اُن احکامات کی پابندی نہیں اور اُن احکامات پر عمل کرنے کی کوشش نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے دیئے ہیں تو بسا اوقات بڑے بڑے دعوے بھی غلط ثابت ہوتے ہیں۔ پس اصل چیز اس پہلو سے کامل اطاعت کا عملی اظہار ہے۔ اگر یہ عملی اظہار نہیں اور بظاہر چھوٹے چھوٹے معاملات جو ہیں اُن میں بھی عملی اظہار نہیں تو پھر دعوے فضول ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کہہ کر یہ واضح فرما دیا کہ انسانوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، ہر مخفی اور ظاہر عمل اُس کے سامنے ہے، اس لئے اُس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پس ہمیشہ یہ سامنے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ اور ایک حقیقی مومن کو اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ اور جب ایک انسان کو اس بات پہ یقین قائم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے تو پھر صرف قسمیں ہی نہیں رہتیں بلکہ دستور کے مطابق اطاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر معروف فیصلے کی کامل اطاعت کے ساتھ تعمیل ہوتی ہے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت بجا لانے کے لئے انسان حریص رہتا ہے۔ اُس کے لئے کوشش کرتا ہے۔ أَطِيْعُوا اللّٰه وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْل کے ساتھ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ بھی یعنی امیر اور نظامِ جماعت کی اطاعت بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ خلیفہ وقت کی اطاعت بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو یہ کامل اطاعت نہیں دکھاتے اور اپنی مرضی کرتے ہیں، فرماتا ہے کہ تمہارے ان احکامات پر عمل نہ کرنے اور پھر جانے کا گناہ جو ہے، یہ بار جو ہے یہ تم پر ہے اور تمہی اس کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔ رسول سے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔ اللہ کے رسول پر اس کی ذمہ داری نہیں ہو گی۔ جو احکامِ شریعت تھے وہ اللہ کے رسول نے پہنچا دیئے اور پھر رسول کی اتباع میں خلیفۂ وقت نے اللہ اور رسول کے احکام پہنچا دیئے۔ پس نصیحت کرنے والے، شریعت کے احکام دینے والوں نے تو اپنا کام کر دیا۔ اُن پر عمل نہ کر کے عمل نہ کرنے والے جوابدہ ہیں۔ یہاں جو مَیں رسول کے ساتھ خلیفہ کی بات بھی جوڑ رہا ہوں تو ایک تو مَیں نے بتایا ہے قرآنِ کریم میں اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ آتا ہے۔ دوسرے خلافتِ راشدہ جو ہے وہ رسول کے کام کو ہی آگے بڑھانے کے لئے آتی ہے اور یہی نبوت کا تسلسل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ میری سنت پر چلنا اور پھر خلفاء راشدین کے طریق پر چلنا۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ خلفاء راشدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور سنت اور شریعت کو لے کر ہی آگے بڑھنے والے ہیں۔ یہ جو حدیث ہے یہ پوری اس طرح ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو سُلَمیؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر اثر وعظ کیا کہ جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑے، دل ڈر گئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے ایک الوداع کہنے والا وصیت کرتا ہے۔ ہمیں کوئی ایسی ہدایت فرمایئے کہ ہم صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کی رات بھی اُس کے دن کی طرح ہے۔ سوائے بد بخت کے اس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا۔ یعنی یہ بڑے واضح راستے ہیں۔ اور تم میں سے جو شخص رہا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ (ساتھ انذار بھی کر دیا کہ باوجود اِن واضح راستوں کے اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔) ایسے حالات میں تمہیں میری جانی پہچانی سنت پر چلنا چاہئے اور خلفاءِ راشدین مہدیّین کی سنت پر چلنا چاہئے۔ تم اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے۔ اس دین کو تم مضبوطی سے پکڑو۔ مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اُسے لے جاؤ وہ اُدھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اطاعت ہے یہ تمہارے لئے ضروری ہے۔ وَان تطیعوہ تھتدوا۔ کہ اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور ہدایت پاتے رہو گے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافت سے متعلق احکام دیئے جو آیتِ استخلاف میں درج ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اُن لوگوں کے ساتھ یہ وعدہ ہے جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لائے۔ ایمان اور عمل صالح کا معیار جو ہے وہ پہلی آیت میں بیان فرما دیا کہ کامل اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر رکھو، تبھی حقیقی مومن کہلاؤ گے۔ کامل اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر رکھ کر تبھی نیک اعمال بجا لانے کی طرف بڑھنے والے ہو گے۔ اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا تو پھر خلافت کی نعمت سے فیض پاؤ گے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ضرور مسلمانوں میں خلافت جاری رہے گی بلکہ وعدہ فرمایا ہے جو بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور اُن میں سے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ کامل اطاعت ہو۔ پہلی خلافتِ راشدہ کا تسلسل تبھی ٹوٹا تھا کہ مسلمان اطاعت سے باہر ہوئے۔ مسلمان حقیقی خلافت سے اُس وقت محروم کئے گئے جب وہ اطاعت سے باہر ہوئے۔ اطاعت سے باہر نکل کر بعض گروہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اپنی بیعت کو بعض شرائط کے ساتھ مشروط کرتے ہیں جن میں ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت عثمان کی شہادت کا بدلہ لینا تھا یا بعض فتنہ پردازوں کی باتوں میں آ کر اطاعت سے باہر نکلنے والے بنے۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت صحابہ بھی موجود تھے لیکن جب کامل اطاعت سے باہر نکلے تو خلافت سے محروم کر دیئے گئے۔ اور کیونکہ خلیفہ بنانے کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تو پھر اختلافات کے بعد، اطاعت سے نکلنے کے بعد خلیفہ بننے یا بنانے کی ان کی سب کوششیں ناکام ہو گئیں۔ اور خلافت نے ملوکیت کی شکل اختیار کر لی۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جس طرح نظامِ خلافت پہلے اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا تھا اس طرح جاری کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے پہلا نظامِ خلافت نبوت کی صورت میں جاری فرمایا تھا۔ اور پہلی قوموں میں نبی خود خدا تعالیٰ بھیجتا تھا۔ اب کیونکہ شریعت کامل ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت شرعی نبی ہیں اس لئے خلافتِ راشدہ کا اجراء فرما دیا جس کا ظاہری طور پر چناؤ کا طریق تو بیشک لوگوں کے ہاتھ میں رکھا لیکن اپنی فعلی شہادت اور تائیدات سے اللہ تعالیٰ نے اس خلافت کو اپنی پسند کی طرف منسوب فرمایا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے کیونکہ آخری غلبہ اور کامل شریعت اسلام کے ذریعے سے ہی قائم فرمانی تھی اس لئے یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ایک نبی مبعوث ہو گا جس کی تفصیل وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:4)۔ میں بیان فرما دی اور جس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر فرما دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح و مہدی بھی ہیں، نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال کے بعد مومنین کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے پھر اس خلیفہ کو بھیجا جو اُمتی ہونے کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پا کر پھر خلافت جاری کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک دینِ اسلام تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے لیکن خوف کو امن کی حالت میں بدلنے کے لئے کامل اطاعت کے ساتھ اور خلافت کے نظام کے ساتھ جُڑ کر ہی تم اس کا حقیقی فیض حاصل کر سکو گے اور یہ ضروری ہے۔ اور جو اس نظام سے جڑے رہیں گے اُن کے حق میں اس کے ذریعے سے ہر خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور اُن خلفاء کے ذریعے سے ہی غلبہ اسلام کے دن بھی قریب آتے چلے جائیں گے۔ لیکن یہاں یہ فرما دیا کہ خلیفۂ وقت اور خلافت سے منسلک ہونے والوں کا یہ کام ہے اور اُن کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف خالص ہو کر توجہ دینے والے بنیں۔ نمازوں کا قیام اور توحیدِ خالص کا قیام اور اس کے لئے کوشش اُن کو خلافت کے انعام سے فیضیاب کرتی رہے گی۔ اُن کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنے گا۔ اُن کی پریشانیوں کو دور فرمائے گا۔ اپنے انعامات سے انہیں نوازے گا۔ لیکن جو یہ سب دیکھ کر پھر بھی خلافتِ حقہ کے ساتھ منسلک نہیں ہوں گے، فرمایا وہ نافرمان ہیں۔ اُن کی نافرمانی کی سزا ملے گی۔ وہ اُن انعامات سے محروم ہوں گے جو مومنین کے ساتھ وابستہ ہیں۔

مَیں اکثر کہا کرتا ہوں اور آج آپ عامۃ المسلمین کو دیکھ لیں کہ بے چینیوں نے انہیں گھیرا ہوا ہے اور غیروں کے دباؤ میں آ کر اتنی بے حسی طاری ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کو مروانے کے لئے مسلمان خود غیروں کی مدد حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمت کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر اس تسلسل میں جو آخری آیت مَیں نے پڑھی ہے، اُس میں پھر تین باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور کامل اطاعت تا کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماتے ہوئے اپنے انعام جاری رکھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو اپنے انعام کا سلسلہ جاری فرمایا ہے، اس سے فیض پانے کے لئے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کا وعدہ کامل اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ کیونکہ کامل اطاعت کرنے والا وہی ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے اور اُس کی عبادت کرنے والا ہو۔ اور عبادت کرنے کے لئے بہترین ذریعہ جو ہمیں بتایا گیا وہ نمازوں کا قیام ہے۔ پس الٰہی جماعت کا حقیقی حصہ وہی بن سکتا ہے جو نمازوں کے قیام کی بھرپور کوشش کرتا ہو۔

نمازوں کے قیام کی ایک بڑی اعلیٰ تشریح اور وضاحت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح فرمائی ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں امام خطبہ پڑھتا ہے اور نصائح کرتا ہے۔ اور خلیفہ وقت دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے دنیا کی مختلف قوموں کی وقتاً فوقتاً اُٹھتی ہوئی اور پیدا ہوتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر نصائح کرتا ہے جس سے قومی وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ سب کا قبلہ ایک طرف رکھتا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اصل تصویر ہمارے سامنے ہے۔ اور جماعت احمدیہ میں یہ تصویر ہمیں نظر آتی ہے۔ جبکہ خلیفہ وقت کا خطبہ بیک وقت دنیا کے تمام کونوں میں سُنا جا رہا ہوتا ہے۔ اور مختلف مزاج اور

ضروریات کے مطابق بات ہوتی ہے۔ میں جب خطبہ دیتا ہوں، جب نوٹس لیتا ہوں تو اُس وقت صرف آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، وہی مدّ نظر نہیں ہوتے۔ بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کی جو مجھے رپورٹس آتی ہیں اُن کو سامنے رکھتے ہوئے کبھی زیادہ زور یورپ کے حالات کے مطابق خطبہ میں ہو۔ کبھی ایشیا کے کسی ملک کے حالات کے مطابق ہو یا عمومی طور پر اُن کے حالات کے مطابق ہو۔ کبھی افریقہ کے مطابق ہو۔ کبھی جزائر کے مطابق ہو۔ لیکن اسلام چونکہ ایک بین الاقوامی مذہب ہے اس لئے ہر بات جو بیان ہو رہی ہوتی ہے وہ ہر ملک اور ہر طبقے کے احمدیوں کے لئے نصیحت کا رنگ رکھتی ہے۔ چاہے کسی کو بھی مدّ نظر رکھ کر بات کی جا رہی ہو کچھ نہ کچھ پہلو اُن کے اپنے بھی اُس میں موجود ہوتے ہیں۔ مجھے خطبے کے بعد دنیا کے مختلف ممالک سے خط بھی آتے ہیں، روس کی ریاستوں کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں، افریقہ کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں اور دوسرے ممالک کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں اور یہ اظہار ہوتا ہے کہ یوں لگتا ہے یہ خطبہ جیسے ہمارے لئے ہے۔ بہرحال اقامت صلوٰۃ کی ایک تشریح یہ بھی ہے جو خلافت کے ذریعہ سے آج دنیائے احمدیت میں جاری ہے۔

پھر زکوٰۃ کی ادائیگی ہے یا تزکیہ اموال ہے، جس میں زکوۃ بھی ہے اور باقی مالی قربانیاں بھی ہیں۔ یہ بھی آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں صرف جماعت احمدیہ کے ذریعے سے ہی جاری ہے اور خلیفۂ وقت کی ہدایت کے ماتحت دنیا میں چندے کے نظام کے ذریعے سے افرادِ جماعت اور جماعتوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ ایک مُلک میں اگر کمی ہے تو دوسرے ملک کی مدد سے اُس کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔ ایک جگہ اگر زیادہ مالی کشائش ہے تو غریب ملکوں کی تبلیغ کی، اشاعتِ لٹریچر کی، مساجد کی تعمیر کی جو ضروریات ہیں وہ اَور مختلف طریقوں سے پوری کی جاتی ہیں۔ تو یہ ایک نظام ہے جو خلیفۂ وقت کے تحت چل رہا ہوتا ہے۔ کہیں غریبوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ کہیں طبی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ کہیں تعلیمی ضروریات پوری کی جا رہی ہوتی ہیں۔ کہیں تبلیغِ اسلام کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نظامِ وصیت اور نظامِ خلافت کو اکٹھا بیان فرمایا ہے تو اس میں ان تمام ضروریات کو پورا کرنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر لوگ جو چندہ دیتے ہیں وہ خلافت کے نظام کی وجہ سے اس اعتماد پر بھی قائم ہیں کہ اُن کا چندہ فضولیات میں ضائع نہیں ہوگا بلکہ ایک نیک مقصد کے لئے استعمال ہوگا۔ بلکہ غیر از جماعت بھی یہ اعتماد رکھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ احمدیوں کو دیں تو اِس کا صحیح مصرف ہوگا۔ گھانا میں مجھے کئی لوگ اپنی فصلوں کی زکوٰۃ دے کر جایا کرتے تھے کہ آپ صحیح استعمال کریں گے یا وہاں مشن میں جمع کرا دیا کرتے تھے۔ کئی زمیندار میرے واقف تھے وہ جنس کی صورت میں مجھے دے جایا کرتے تھے کہ آپ جمع کروا دیں۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہم اگر یہ زکوٰۃ اپنے مولویوں کو دیں گے، اماموں کو دیں گے تو وہ کھا جائیں گے اور اس کا صحیح استعمال نہیں ہوگا۔ بلکہ آج بھی مختلف جگہوں سے مجھے جماعتوں کی طرف سے یہ خط آتے ہیں کہ غیر از جماعت زکوٰۃ یا صدقہ دینا چاہتے ہیں تو اس بارے میں کیا ہدایت ہے۔ جہاں تک زکوٰۃ اور صدقات کا تعلق ہے جماعت اُن کو لے سکتی ہے اور لیتی ہے لیکن دوسرے طوعی اور لازمی چندے جو ہیں وہ صرف احمدیوں سے لئے جاتے ہیں۔ بہرحال زکوٰۃ کا نظام بھی خلافت کے نظام سے وابستہ ہے۔

آخر پر اس میں پھر اطاعت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے حقیقی تعلق اور اُس کے نتیجے میں خلافت سے تعلق کا نقطہ اور محور کامل اطاعت ہے، جب یہ ہوگی تو مومن انعامات کا وارث بنتا چلا جائے گا۔

اب میں رسالہ الوصیت کے حوالے سے کچھ بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے اس وعدے اور اس پیشگوئی کا اعلان فرما رہے ہیں کہ یہاں یہ وعدہ بھی ہے اور پیشگوئی بھی کہ آپ کی وفات قریب ہے۔ ایک پیشگوئی تھی کہ آپ کی وفات قریب ہے۔ آپ کو اطلاع دی جا رہی تھی اور ساتھ یہ پیشگوئی تھی اور اطلاع کے ساتھ وعدہ کیا جا رہا تھا کہ وفات کا وقت تو قریب ہے لیکن ہم ایسے تمام اعتراض دُور اور دفع کر دیں گے جن سے آپ علیہ السلام کی رسوائی مطلوب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں تجھ سے راضی ہوں گا۔ پھر فرمایا کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے۔ دنیا نے دیکھا کہ آپؑ کی رسوائی کے جو طلبگار تھے اور کوشش کرنے والے تھے وہ رسوا ہوئے۔ اُن کا نام و نشان دنیا سے مٹ گیا۔ آج اُن کو یاد کرنے والا کوئی نہیں۔ گالیاں دینے والے، الزام لگانے والے مَر کھپ گئے لیکن آپ کی جماعت دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ نشانات کا جو سلسلہ آپ کی زندگی میں شروع ہوا تھا آج بھی جاری ہے۔ لاکھوں بیعتیں جو ہر سال ہوتی ہیں اُن میں سے اکثر خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملنے پر ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے تائیدی نشانات ہیں۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی تائیدات ہیں جو آپ کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد‘‘۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304-303)

پس یہ وعدہ ہم آج تک پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ یہ پیشگوئی ہم پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ آفات کا زور بھی اب زیادہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ روزانہ خبروں میں کسی نہ کسی ملک میں قدرتی آفات کی خبر ہوتی ہے۔ کوئی نہ کوئی ملک قدرتی آفات کا نشانہ بن رہا ہوتا ہے۔ اِن آفات کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ یہ آئیں گی۔ کیا یہ باتیں عقل رکھنے والوں کے لئے کافی نہیں۔ سوچیں کہ ایک دعویدار نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اطلاع دی کہ اس طرح آفات آئیں گی، زلازل آئیں گے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسم کی آفات نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ آج اُن لوگوں کو جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے والے ہیں چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ کی باتوں پر غور کریں۔ پھر اُن لوگوں کے لئے یہ خاص طور پر سوچنے کا مقام ہے جو ہر وقت جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کمر بستہ ہیں کہ باوجود اُن کی تمام تر کوششوں کے جماعت کا ہر قدم ہر لمحے ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کیا یہ کسی انسان کا کام ہو سکتا ہے کہ اس طرح ترقی ہو رہی ہے اور لوگوں کے دلوں پر اثر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دلوں کو زمانے کے امام کی طرف پھیر رہا ہے۔ آخر کب تک یہ لوگ خدا تعالیٰ سے لڑیں گے۔ سوائے اس کے کہ اپنی دنیا و عاقبت خراب کریں ان کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بڑے واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرما چکے ہیں۔ تمہاری آنکھیں گل جائیں، تمہارے ناک زمین پر رگڑ رگڑ کر گل جائیں تب بھی تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا، بلکہ ایسے وقت میں وہ اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں‘‘۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 304)

اور پھر آگے اپنی تحریر میں اللہ تعالیٰ کی اس دوسری قدرت کے بارے میں فرمایا کہ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔

آج جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے، جو پیشگوئی فرمائی ہے، جس کا اعلان زمانے کے امام کے ذریعہ سے کروایا وہ ہر آن اور ہر لمحہ ایک نئی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ چاہے وہ خلافتِ اولیٰ کا دَور تھا جس میں بیرونی مخالفتوں کے علاوہ اندرونی فتنوں نے بھی سر اُٹھانا شروع کر دیا تھا۔ یا خلافت ثانیہ کا دَور تھا جس میں انتخابِ خلافت سے لے کر تقریباً آخر تک جو خلافتِ ثانیہ کا زمانہ تھا، مختلف فتنے اندرونی طور پر بھی اُٹھتے رہے۔ جماعت کا ایک حصہ علیحدہ بھی ہوا۔ پھر بیرونی مخالفتوں نے بھی شدید حملوں کی صورت اختیار کر لی لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رُکے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں بھی بیرونی حملوں کی شدت اور بعض اندرونی فتنوں نے سر اُٹھایا لیکن جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ اور جماعت کو خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی بڑھاتی رہی۔ پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو دشمن نے ایسا بھرپور وار کیا کہ اُس کے خیال میں اُس نے جماعت کو ختم کرنے کے لئے ایسا پکا ہاتھ ڈالا تھا کہ اُس سے بچنا ناممکن تھا، کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔ لیکن پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ اپنی شان کے ساتھ پورے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور ظاہر کرے گا اور وہ ہوئی۔ اور اُس زبردست قدرت نے اُن مخالفین کی خاک اُڑا دی۔

پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔ اِس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کر لی۔ کمزور اور نہتے احمدیوں پر ظالمانہ حملے کر کے خون کی ایسی ظالمانہ ہولی کھیلی گئی جنہیں دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ انسانوں کا کام ہے یا جانوروں سے بھی بدتر کسی مخلوق کا کام ہے۔ پھر اندرونی طور پر جماعت کے

ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق پیدا کرنے کی بھی بعض جگہ کوششیں ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کی زبردست قدرت اس کا مقابلہ کرتی رہی اور کر رہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ میں تو ایک کمزور ناکارہ انسان ہوں۔ میری کوئی حیثیت نہیں لیکن خلافتِ احمدیہ کو اُس خدا کی تائید و نصرت حاصل ہے جو قادر و توانا اور سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وعدہ کیا ہے کہ میں زبردست قدرت دکھاؤں گا۔ اور وہ دکھا رہا ہے اور دکھائے گا۔ اور دشمن ہمیشہ اپنی چالاکیوں، اپنی ہوشیاریوں، اپنے حملوں میں خائب و خاسر ہوتا چلا جائے گا اور ہو رہا ہے۔ آج کل دشمن نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ کے جو بھی مختلف ذرائع ہیں، اُن کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو خلافت کی رہنمائی میں دنیا کے ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں کی ایک ایسی فوج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دی ہے جو حضرت طلحہ کا کردار ادا کر رہے ہیں اور دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہیں۔ بلکہ ایسے ایسے جواب دے رہے ہیں کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد دل میں پیدا ہوتی ہے اور اُس کے وعدوں پر یقین اور ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ قدرتِ ثانیہ کے جاری رہنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں تسلی دلاتے ہوئے پھر فرماتے ہیں کہ:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو" (یعنی اپنی وفات کی اطلاع دی تھی) "اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی"۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 306-305)

پس خلافتِ احمدیہ کا وعدہ دائمی ہے اور بعد میں آنے والوں کے لئے ہے۔ جو نظامِ خلافت سے جڑے رہیں گے، اپنی کامل اطاعت کا اظہار کرتے رہیں گے، خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا دیکھتے رہیں گے۔ دشمن اور بدفطرت انسانوں کی آنکھیں تو اندھی ہیں جو نہیں خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تو ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہماری نسبت جو وعدہ فرمایا ہے اُس کی نئی شان ہمیں ہر روز نظر آتی ہے۔ دشمن کا زیادتی پر اُتر آنا اور نہتوں پر ہتھیاروں سے حملے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دشمن کے پاس دلیل سے مقابلہ کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا دلائل سے لوگوں کا منہ بند کرنا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی بھی دلیل ہے۔ اُس نے فرمایا کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ اُن دلائل سے ہے جن کے ردّ کرنے کی کسی مخالف میں طاقت نہیں ہے۔

پھر خلافتِ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے دوبارہ آپ نے قدرتِ ثانیہ کا آنا بیان فرما کر اس کے قائم ہونے کا طریق بتایا ہے۔ فرمایا کہ:

"مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائیگی"۔ فرمایا "اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 307-306)

پس اس میں اپنے وصال کے بعد خلیفہ کے انتخاب تک اور ہر خلیفہ کے بعد اگلے خلیفہ کے انتخاب تک کا عرصہ بیان کر کے اس بات کی تلقین کی کہ یہ جو درمیانی عرصہ ہے، یہ جو چند دن، ایک دو دن بیچ میں وقفہ ہو، اس میں بگڑ نہ جانا۔ اگر دوسری قدرت کا فیض پانا ہے تو پھر اس عرصے میں اکٹھے رہو، دعائیں کرتے رہو اور خلیفہ کو منتخب کرو۔ اس بات سے یہ غلطی نہیں لگنی چاہئے کہ آپ نے فرمایا کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیں۔ گویا خلافت ایک شخص سے وابستہ نہیں بلکہ افراد کے مجموعے سے وابستہ ہے۔ اس کو بہانہ بنا کر غیر مبائعین انجمن کو بالا سمجھنے لگ گئے تھے جبکہ اس کی وضاحت آپ علیہ السلام نے اسی کے حاشیہ میں فرما دی ہے کہ "ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا"۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ "پس جس شخص کی نسبت" (یہاں پھر واحد کا صیغہ آ گیا) "جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا"۔ (یہاں جمع نہیں آئی۔ پھر آگے ہے کہ وہ شخص بیعت لے گا) "اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے"۔ کسی انجمن کے نمونہ بنانے کا ذکر نہیں ہے بلکہ وہ شخص نمونہ بنے۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 حاشیہ صفحہ 306)

پس جہاں جمع کا صیغہ استعمال کیا وہاں کوئی انجمن نہیں ہے بلکہ خلفاء کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو آئندہ آنے والے خلفاء ہیں وہ یہ بیعت لیں گے۔ پھر اس اصول کو مدّنظر رکھتے ہوئے جماعتی نظام میں انتخابِ خلافت کے لئے انتخابِ خلافت کی ایک مجلس قائم ہے جس کے تحت خلافتِ ثانیہ کے بعد اب تک انتخابِ خلافت عمل میں آتا ہے۔ اب اگر یہ سوال ہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہے؟ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اور تائیدات اور افرادِ جماعت کے رؤیائے صالحہ جو مختلف افراد کو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے وہ کافی ہیں۔ پھر خلیفۂ وقت کے حکموں پر عمل کرنا اور دل سے عمل کرنا، اور دلوں کا خلیفہ وقت کی تائید میں پھرنا یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی دلیل ہیں۔ پہلے میں اس ضمن میں مثالیں بھی دے آیا ہوں کہ دشمن کی کیا کوشش رہی ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی زبردست قدرت نے کیا نشان دکھائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رسالے میں مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزّت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے"۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 307)

پھر آپؑ نے فرمایا:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کیلئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے

کسی درجہ سے محروم نہیں، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 309)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ میں دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں قربانیوں کے معیار بڑھتے چلے جارہے ہیں، اور اللہ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو وعدے ہیں اُن کو ہم پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ احمدی کس جرأت سے اور کس قربانی کے جذبے سے اور کس ہمت سے جانی قربانیاں بھی پیش کر رہے ہیں اور مالی قربانیاں بھی پیش کرتے چلے جارہے ہیں۔ لیکن یہ جو آپؑ کے اقتباسات ہیں، ان میں بعض انذار بھی ہیں اور خوشخبریاں بھی ہیں جو آپ نے خلافت اور جماعت سے منسلک رہنے والوں کو دی ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے کہ ان خوشخبریوں سے حصہ پانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے وعدے سے فیض اُٹھانے کے لئے خدا کی عظمت دلوں میں بٹھانے والے بنیں۔ عملی طور پر خدا تعالیٰ کی توحید کا اظہار کرنے والے ہوں۔ بنی نوع سے سچی ہمدردی کرنے والے ہوں۔ دلوں کو بُغضوں اور کینوں سے پاک کرنے والے ہوں۔ ہر ایک نیکی کی راہ پر قدم مارنے والے ہوں۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ کامل اطاعت کا نمونہ دکھانے والے ہوں۔ ایمان میں ترقی کرتے چلے جانے والے ہوں تا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے قدم صدق کے قدم شمار ہوں اور ہم اُس کے وعدوں سے فیض پانے والے بنیں۔

اس کتاب ''رسالہ الوصیت'' کے آخر میں آپ نے اُن تقویٰ شعار لوگوں اور ایمان میں بڑھنے والوں کے لئے جنہوں نے اعلیٰ ترین معیار کے حصول کے لئے کوشش کی اور اُس مالی نظام کا حصہ بنے جو آپؑ نے جاری فرمایا تھا، اور جس کا اعلان آپؑ نے فرمایا تھا کہ جو اپنی آمد اور جائیدادوں کی وصیت کریں گے، اس سے ترقی اسلام اور اشاعتِ علم قرآن اور کتبِ دینیہ اور سلسلہ کے واعظوں کے لئے خرچ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ان اموال میں سے اِن خرچوں کے علاوہ ''اُن یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہِ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں''۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 319)

آپؑ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے یہ اموال جمع ہوں گے اور کام جاری ہوں گے کیونکہ یہ اُس خدا کا وعدہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ آپ نے ایسے لوگوں کو جو اس وصیت کے نظام میں شامل ہوں گے اور دین اور مخلوق کی مالی اعانت کریں گے، دعاؤں سے بھی نوازا۔

یہ وصیت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو مقبرہ موصیان یا بہشتی مقبرے میں دفن ہوں گے فرمایا:
''اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچّا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں''۔ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 317)

پس جو لوگ نظامِ وصیت میں شامل ہیں اُن کے ایمان، اطاعت اور قربانیوں کے معیار بھی ہمیشہ بڑھتے چلے جانے چاہئیں۔ انہوں نے ایک عہد کیا ہے۔ اس لئے وصیت کرنے کے بعد پھر تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش بھی پہلے سے زیادہ ہونی چاہئے۔ خلافت سے وفا کا تعلق بھی پہلے سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ ہر احمدی کو اس میں ترقی کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ نظامِ خلافت کے الٰہی وعدوں سے فیض پانے کی ہر احمدی کو توفیق ملتی رہے تا کہ یہ نظام ہمیشہ جاری رہے اور ہم اس سے فیض پاتے چلے جائیں۔

EIGHT VACANCIES – Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. **Indonesian Speaker**
2. **Urdu Speakers (7 vacancies)**

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following eight posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualificationwork	**Likely posting**
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	Headquarters London SW18
Urdu speaker	Give religious commentaries on the Holy Qu'ran	Minister of Religion training academy London
Urdu speaker	Comparative inter-faith studies and promote research	Minister of Religion training academy London
Urdu speaker	Promote literary studies of religious writers	Minister of Religion training academy London
Urdu speaker	Prepare and supervise new religious trainees	Headquarters London SW18
Urdu speaker	Research, compile historical data and write preaching articles	Editorial office London SW19
Urdu speaker	Research, collate past and current religious sermons and write preaching articles	Editorial office London SW19
Urdu speaker	Research, edit preaching literature	Editorial office London SW19

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:
You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad – Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and in respect of the first vacancy with understanding of Indonesian. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years and have a good record of performance. You will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:
a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

Above minimum wage or £2,520/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg rates, gas, electricity paid; travel expenses reimbursed; 28 paid holidays per annum; private medical insurance cover.)

Closing Date: 30 June 2011

Please apply to:

Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

بقیہ: ایم ٹی اے کانفرنس از صفحہ نمبر 2

رہے ہیں۔مختلف سیٹیلائٹ(Satellites) پر آ رہے ہیں۔ اور جب بات کرتے ہوئے دوسروں کو بتایا جائے کہ اس طرح ہمارے پروگرام مختلف زبانوں میں پیش کئے جارہے ہیں اور مختلف Satellites کے ذریعے نشر ہو رہے ہیں۔شمالی امریکہ کیلئے، جنوبی امریکہ کے لئے، افریقہ کے لئے، ایشیا کے لئے، مشرق بعید کے لئے مشرق وسطیٰ کے لئے، یورپ کے لئے اور چوبیس گھنٹے چل رہے ہیں اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اکثر اِس پروگرام کو چلانے والی ٹیم ہمارے رضا کاروں پر مشتمل ہیں۔اور پھر کوئی اشتہارات یا ایسے پروگرام نہیں ہیں جن کے ذریعہ کمائی ہوتی ہو بلکہ چلانے والے بھی رضا کار اور چلانے کے لئے جو اخراجات ہیں وہ بھی افراد جماعت طوعی طور پر چندہ کے ذریعہ دیتے ہیں تو یہ بات باہر کے لوگوں کے لئے بڑی حیران کن ہوتی ہے کہ کس طرح آپ لوگ یہ چلا رہے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ 'مَیں تیرے ساتھ ہوں' تو ہر لمحہ ہر وقت اُس کا ثبوت بھی مہیا فرماتا چلا گیا۔

حضور نے فرمایا کہ جیسا مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو میرا پیغام آپ کے لئے تیار کردہ بروشر (Brochure) میں چھاپا گیا ہے اور آپ میں سے ہر ایک کو دیا گیا ہے اُس میں مَیں نے کہا تھا کہ آپ کی بہت بڑی اہمیت ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اِس ہدایت کی (اشاعت کی) تکمیل کا ذریعہ بنایا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ ہدایت کامل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت نازل ہونے سے۔ وہ مکمل ہوئی اور اُس مکمل کام کو آگے بڑھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ زمانہ ہے جس میں ہر ذریعہ استعمال ہو رہا ہے۔ پس آپ لوگ اُس ہدایت کو پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ اب مختلف پروگرام ہیں جو ایم ٹی اے پر آتے ہیں۔ جیسے Faith Matters ہے۔ Real Talk ہے۔ راہِ ھُدیٰ ہے۔الحوارُ المباشر ہے۔ بنگلہ پروگرام Live ہے۔ شوتر شوندھانے (Shotter shondhane) تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے یہ سب پروگرام چل رہے ہیں۔ مثلاً Real Talk ہمارے واقف نو ایم ٹی اے کے کارکن غالب ہیں اِنہوں نے بڑی ہمت سے اِس پروگرام کو چلایا ہے۔ بظاہر لوگوں کی نظر میں یہ اِتنے کوئی تجربہ کار یا Professional نہیں ہیں۔ لیکن جس طریقے سے یہ پروگرام کو Conduct کرتے ہیں اور پھر سوال جواب ہیں، لگتا ہے کہ بڑا لمبا عرصہ اِنہوں نے کہیں تربیت حاصل کی ہے۔ ایک لحاظ سے تو یہ ناپختہ (Raw Hand) تھے لیکن اتنا Professionalism ہے کہ حیرت ہوتی ہے دیکھ کے، تو اس طرح اللہ تعالیٰ نوجوانوں کے ذریعہ سے مدد فرما رہا ہے۔ پھر Faith Matters ہے اُس میں مختلف لوگ ہیں جنہیں کبھی اس طرح نہ تو Panel میں بیٹھ کر کام کرنے کا کوئی تجربہ تھا، نہ ہی پروگرام پیش کرنے اور Conduct کرنے کا کوئی تجربہ تھا لیکن بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں۔

اسی طرح راہِ ھدیٰ ہے۔ شروع میں Panel والے بھی اور سوال کرنے والے بھی لگتا تھا کہ گھبرائے ہوئے ہیں مگر آہستہ آہستہ اتنا مشہور ہوا اور اتنی اس پروگرام میں Perfection آ گئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوں لگتا ہے کہ کئی سال کی تربیت حاصل کر کے یہ ان پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے دشمن کا، مخالفین کا منہ بند کیا ہے۔

اسی طرح اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر عربی میں Live پروگرام بھی اچھا چل رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے پچھلے دو سالوں میں جو یہ Live پروگرام شروع ہوئے ہیں، ہر پروگرام ختم ہونے پر اُن علاقوں سے اور ان زبانوں کے بولنے والوں کی طرف سے بیعتوں کے خطوط بھی آتے ہیں۔ ٹیلیفون اور فیکس کے ذریعہ سے بھی بیعت کرتے ہیں۔ مزید معلومات بھی لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے MTA کے ذریعہ سے تبلیغ کا ایک وسیع میدان کھل گیا ہے۔

ابھی ایک نیا پروگرام شروع ہوا ہے اس کا نام "Beacon of Truth" رکھا ہے۔ جامعہ کے نوجوان لڑکے اس پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں بالکل کوئی تجربہ نہیں، کوئی ٹریننگ نہیں۔ ان کو بلایا گیا، Panel میں بٹھا دیا گیا۔ اس میں سے ایک کو کہا گیا کہ سوال پوچھو، چند دوسرے لوگ اور نوجوان سامنے بیٹھ گئے اور انہوں نے اس قسم کے سوال پوچھنے شروع کئے جو نوجوانوں کے ذہنوں میں اٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن نوجوانوں کو Panel میں بٹھایا گیا تھا انہوں نے بہت اچھے جواب دیئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ نوجوانوں میں یہ بھی شوق پیدا ہو رہا ہے کہ سوال وجواب کی عادت ڈالیں، خود اعتمادی پیدا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ جو پروگرام مَیں نے دیکھا ہے اُس میں جامعہ کے اِن نوجوانوں نے بڑے اعتماد سے جواب دیئے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اِنہوں نے بڑی تربیت حاصل کی ہوئی ہے تجربہ کار علماء کی طرح بعض جواب دیئے ہیں۔ تو یہ بھی ایک ایم ٹی اے کا تحفہ ہے اور خوبصورتی ہے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کو ملی ہے کہ نوجوانوں میں دینی علم حاصل کرنے اور اُسے آگے پھیلانے کا یہ شوق پیدا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہر ملک میں ایسے لوگ پیدا فرما دیئے ہیں۔ مختلف زبانیں بولنے والے ہیں جو ایم ٹی اے کے مددگار بن گئے ہیں۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مددگار بن گئے ہیں اور دنیا میں پیغام پہنچا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کا یہ جو سارا نظام چل رہا ہے، اس کو چلانے والے زیادہ تر رضا کار ہیں۔ چند ایک مستقل ملازم ہیں۔ اب آگے واقفینِ نو آ رہے ہیں۔ اُن کو بھی شامل کیا جا رہا ہے اور وہ بھی اچھا کام کر رہے ہیں۔ مگر عموماً ساری دُنیا میں ہمارے پروگراموں کو ہمارے رضا کار ہی چلا رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ آپ سب ہمیشہ یاد رکھیں، خواہ آپ رضا کار ہیں یا مستقل ملازم ہیں کہ آپ لوگ ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو اس زمانہ کے امام کے سپرد خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ وہ کام کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص فرستادہ کا کام ہے جس کے نتیجے میں دُنیا میں تو صرف دُنیاوی فائدے ملتے ہیں۔ یہ کام ایسا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی آپ لوگ جذب کر رہے ہیں۔ یہ نہ سوچیں کہ ہمارے اندر Professionalism (اتنی لیاقت ومہارت) نہیں ہے تو یہ پروگرام کیسے بن سکیں گے۔ جب آپ نے ہمت کی ہے تو اچھے پروگرام بنے ہیں۔ پہلے امریکہ سے پروگرام بن کر نہیں آتے تھے پھر یہاں سے ایک ٹیم گئی اور اُنہوں نے وہاں لوگوں سے مل کر دو تین پروگرام بنائے۔ اُس کے بعد اب وہاں پر بھی اچھے پروگرام بن رہے ہیں۔ ہر لحاظ سے بڑے اعتماد کا اظہار ہوا ہے۔ پیش کرنے والا بھی خود اعتمادی سے بول رہا ہے اور ہر لحاظ سے کام کرنے والوں میں بھی اعتماد نظر آ رہا ہے۔ کسی لحاظ سے بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اِن پروگراموں میں کوئی کمی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ بہت سے دوسرے Chanels پر جو پروگرام آ رہے ہیں۔ اِن کا پروگرام اُن سے بہتر ہے اور لگتا ہے کہ ان لوگوں میں اُن سے زیادہ Professionalism ہے۔ کسی کو گھبرانے یا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ بعض دفعہ مقامی جماعت کی انتظامیہ کی طرف سے بعض وجوہات کی بنا پر آپ کو ہوسکتا ہے کہ ایسا لگے کہ روکیں ڈالی جارہی ہیں یا یہ کہ آپ کی بات نہیں مانی جا رہی۔ اُس کے باوجود آپ پریشان نہ ہوں بلکہ یاد رکھیں آپ کو ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہئے۔ کام کے پیچھے پڑے رہیں، تھکنا نہیں۔ اور پھر وہ وقت آئے گا کہ آپ دوسروں کو قائل کر لیں گے۔ پھر مرکز سے بھی آپ رہنمائی لے سکتے ہیں کہ جو ہدایات آپ کو ملی تھیں کس طرح اُنہیں آپ نے آگے بڑھانا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں جیسا کہ چیئرمین صاحب نے ابھی رپورٹ میں بھی بتایا مختلف گروپ بنے اور آپ نے آپس میں تبادلۂ خیال بھی کیا ہوگا۔ مختلف مسائل جن کا سامنا ہوتا ہے اُن پر بھی تبادلہ ہوا ہوگا۔ کچھ سیکھا ہوگا کچھ سکھایا ہوگا۔ تو یہ چیزیں سب کے لئے جو یہاں شامل ہوئے اُمید ہے بہت فائدہ مند ہوں گی۔ اور آئندہ ایک نئے جذبے سے اپنے اُس کام کو آپ آگے بڑھاتے چلے جائیں گے۔

حضور نے فرمایا بعض ممالک سے تو محض خانہ پُری کے لئے افراد کو بھجوا دیا گیا مگر بجائے اِس کے کہ یہاں (اُنہیں) نام لے کر شرمندہ کیا جائے یہاں جو بھی اُنہوں نے دیکھا ہے اُمید ہے واپس جا کر وہ اِس مقصد کو آگے بڑھائیں گے اور کام کو صحیح رنگ میں سیکھنے کی کوشش کریں گے۔

آئندہ بننے والے پروگراموں کے بارے میں رہنمائی عطا فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایسے پروگرام بھی بننے چاہئیں جن میں غیروں کے لئے بھی جاذبیت ہو۔ مختلف طریقے ہوتے ہیں لوگوں کو قریب لانے کے۔ ایک دفعہ آپ اپنے Channel سے کسی کا تعارف کروا دیں گے اور تعلق قائم کروا دیں گے پھر مزید تعلقات آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر ایسے پروگرام بھی ہونے چاہئیں جیسا کہ جماعت کی سرگرمیاں ہیں۔ مثلاً جماعت کی طرف سے جو تحریک کی گئی ہے یورپ، امریکہ، کینیڈا میں امن عامہ کے قیام اور اسلام کی پُرامن تعلیم کو پھیلانے کے لئے جو مختصر دو ورقے تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اُس کی وِڈیو ریکارڈنگ کر کے Documentary کی طرز پر فلم بنائی جائے یا خبر کی طرز پر پیش کیا جائے یا اس طرز کی یہ فلم بنائیں، اتنی معیاری اور عمدگی سے پیش کریں کہ دوسرے Channel بھی اُسے دکھانے کی پیشکش کریں۔ جو Channel مذہبی تعصّبات نہیں رکھتے وہ اِس قسم کے پروگراموں کو دکھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایم ٹی اے والے ایسے پروگرام بھی بنائیں، اِس نہج پر سوچ کے ساتھ کہ دوسرے Channels کے لئے بھی وہ پروگرام دلچسپی کا باعث ہوں۔ اور یہ کوئی مشکل نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو یہ ہوسکتا ہے۔ پھر دنیا کا جو Media ہے اُن کے ساتھ براہِ راست آپ کا تعلق پیدا ہو جانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے علم ہے کہ بعض روکیں موجود ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو موقع نہ دیں مگر آپ مستقل مزاجی سے لگے رہیں گے، کوئی معیاری پروگرام بنا کر دکھائیں گے تو میڈیا کی بھی اور اُن لوگوں کو بھی توجہ آپ کی طرف مبذول ہوگی جو آپ کو نا تجربہ کار اور پیسے کا زیاں کرنے والے فیلڈ میں نووارد سمجھتے ہوئے اس وقت توجہ کے قابل نہ سمجھتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بھی صورت ہوسکتی ہے کہ اگر مقامی طور پر رُکاوٹ ہو تو پروگرام کا خاکہ تیار کر کے مرکز میں بھیج دیں پھر یہاں دیکھا جائے کہ اُسے مکمل کرنے کی کیا صورت ہوگی۔ یا نوجوانوں میں سے جو تخلیقی قابلیت رکھتے ہوں وہ پروگرام کے خدوخال تیار کر لیں اور مرکز میں بھیجیں۔ یہاں سے ہدایت لوکل جماعت کو بھیجی جاسکتی ہے کہ فلاں Synopsis اِس قابل ہے کہ اِس کی طرف توجہ دیں اور پروگرام کو مکمل کرنے کا انتظام کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اِس طرح مختلف طریقے ہیں۔ اگر آپ اِن کو اختیار کریں تو انشاء اللہ اچھے پروگرام بھی بن سکتے ہیں اور میڈیا میں تعارف حاصل کرنے کے راستے بھی کھل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب مختلف ملکوں میں نوجوانوں کو آگے آنے کی دعوت دی گئی تو پتہ چلا کہ ہر ملک میں لیاقت رکھنے والے نوجوان موجود ہیں صرف صحیح استعمال کی ضرورت ہے۔ آپ خود بھی اپنی صلاحیتوں کو جماعت کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائیں اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو اور جاننے والوں کو جن کی قابلیتوں کا آپ کو علم ہے، اِس سمت میں اُنہیں آگے لائیں اور متعارف کروائیں تا کہ زیادہ سے زیادہ دلچسپی کے پروگرام بنیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ساری چیزیں ہیں، اگر آپ اِن پر عمل کریں اور اپنے اپنے ممالک میں جا کر ایک نئے جوش اور جذبے کے ساتھ اپنے بڑوں کو بھی قائل کریں اور نئے جذبوں کے ساتھ پروگرام بنانے کوشش کریں تو صرف یہی نہیں کہ جماعتی معمول کے مطابق جو سالانہ کیلنڈر پر جماعتی تقاریب ہوتی ہیں اُنہیں آپ نے ریکارڈ کر لیا تو آپ کا کام مکمل ہوگیا بلکہ اِس سے بہت بڑھ کر آپ لوگ کام کر سکتے ہیں۔ کینیڈا میں اگر رضا کار کام کر رہے ہیں تو وہاں وقف نو کا ایک کم از کم مستقل کارکن بھی ہے یا مل کر اچھے پروگرام بن سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں برطانیہ میں ایک تو ایم ٹی اے کا مرکزی اِدارہ ہے۔ دُوسرے برطانیہ کی جماعت میں بھی قابلیت رکھنے والے نوجوان ہیں۔ اُنہیں بعض دفعہ مرکزی کاموں کے لئے دعوت دی جاتی ہے تو وہ بہت اچھا کام کر کے دکھاتے ہیں۔ تو مختلف طریقوں اور وسائل کو استعمال کر کے جب آپ پروگرام بنائیں گے تو صرف ایک روایتی طرز کے پروگرام ہی نہیں بن رہے ہوں گے جو آہستہ آہستہ اپنی طرف لوگوں کی توجہ کھینچنے والے ہوں گے اِسی طرح جماعت کا تعارف بڑھے گا اور پھر تعارف کے بعد آپ تبلیغی میدان میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے اور یہی مقصد ہے ایم ٹی اے کے جاری کرنے کا۔ لیکن اِس کو کس طرح لوگوں تک پہنچانا ہے، اِس کے مختلف ذریعے ہیں اور اِس کے لئے نئے راستے آپ لوگوں نے دریافت کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور نئے سرے سے اپنی اِس پہلی کانفرنس سے واپس جا کر ایک نیا جذبہ اور جوش ہر معیار پر نظر آتا ہو۔ کیمرہ مین ہوں یا Production ہو یا Graphics یا اور مختلف ٹیلیویژن سے متعلقہ شعبوں میں آپ جا کر تلاش کریں اور انشاء اللہ ضرور آپ کو اِن شعبہ جات میں دلچسپی رکھنے والے مل جائیں گے۔ ایک نئے جذبے اور جوش کے ساتھ ٹیم کو بڑھاتے چلے جائیں اور نئے نئے پروگرام بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے بعد حضور انور نے دُعا کروائی جس کے بعد حضور انور کے ساتھ مختلف گروپ فوٹو کھنچے گئے اور عشائیہ کے بعد یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

بقیہ:خطاب حضور انور ازصفحہ نمبر 16

ہی ایک راہ ہے۔ اَورکوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے‘‘۔ فرمایا: ’’مَیں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہوسکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 102 مطبوعہ ربوہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اُسوۂ حسنہ قائم فرمایا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں اس شدت سے توجہ دلائی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ وہ تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتاری۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپؐ کے اخلاق کیا تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ آپ کے اخلاق قرآن تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 145-144 مسند عائشہؓ حدیث نمبر25108۔ عالم الکتب بیروت1998ء)

اور کیوں نہ ہوتا۔ آپؐ ہی تو وہ انسانِ کامل تھے جن پر وہ آخری شریعت نازل ہوئی تا کہ دنیا کی اصلاح ہو، دنیا خدا تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھے۔ دنیا اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھے۔ اور اس کا بہترین نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات میں قائم کر کے دکھایا تو صحابہ جو آپ کے ساتھ تھے وہ بھی باخدا انسان بن گئے۔

اس وقت مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعض ان واقعات کا ذکر کروں گا جو معاشرتی زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ وہ نمونے ہیں جو ہمیں اپنی روزمرہ زندگی کے جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

آج کل روزمرہ کی گھریلو زندگی میں ایک بہت بڑا مسئلہ میاں بیوی کے تعلقات میں دراڑیں اور ناچاقیاں بنتا چلا جا رہا ہے۔ مرد اور عورت دونوں بے صبری کے نمونے دکھاتے ہیں۔ لیکن مرد کو عورت پر فوقیت کے لحاظ سے برداشت اور حسنِ سلوک میں بھی فوقیت کا اظہار کرنا چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا نمونہ دکھاتے تھے۔ کیا نمونہ آپ نے قائم فرمایا۔ روایات میں ملتا ہے کہ بعض دفعہ آپ کی ازواج آپ سے سخت الفاظ بھی کہہ دیتی تھیں لیکن آپ ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ عائشہ! جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو کس طرح پتہ لگ جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خوش ہوتی ہو اور اگر کسی بات پر قسم کھانے کا معاملہ آ جائے تو تم کہتی ہو کہ محمدؐ کے ربّ کی قسم! بات یوں ہے۔ اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو قسم کھانے کے معاملہ میں کہتی ہو ابراہیم کے ربّ کی قسم! بات یوں ہے۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب غیرة النساء و وجدھن حدیث 5228)

بظاہر یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن آپؐ کے حساس دل کی عکاسی کرتی ہے۔ ان الفاظ سے جو آپ کے سامنے کہے جاتے ہیں آپؐ کو فوراً احساس ہو جاتا ہے کہ میری بیوی کسی بات پر ناراض ہے۔ اور پھر اس ناراضگی کے سدّ باب کی کوشش بھی آپ فرماتے تھے۔ آپؐ نے اپنے نمونے کے ساتھ صحابہ کو بھی یہ نصیحت فرمائی کہ یہی ایک بات جو ہے یہ گھریلو زندگی کے امن کی ضمانت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ ’’فَاتَّبِعُوْنِیْ‘‘۔ پس میری پیروی کرو۔ تو اس میں آپ کے ہر عَمل اور ہر قول کی پیروی شامل ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی صحابہ کو نصیحت فرمائی۔ یہی اُمّت میں بعد میں آنے والوں کو نصیحت فرمائی۔

گھریلو تعلقات کے بارہ میں آپ کی نصیحت احادیث میں آتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے (یعنی اس میں پسلی کی طرح کا طبعی ٹیڑھا پن ہے)۔ پسلی کے اوپر کے حصہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اسے توڑ دوگے۔ اگر تم اسے اس کے حال پر ہی رہنے دوگے تو اس کا جو فائدہ ہے وہ تمہیں حاصل ہوتا رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو اور اس بارے میں میری نصیحت مانو۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصیة بالنساء حدیث 5186)

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اسے توڑ دوگے۔ لیکن اگر اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروگے تو فائدہ اٹھالوگے۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب المداراة مع النساء ...... حدیث 5184)

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی ایک بات اسے ناپسند ہے تو دوسری بات پسندیدہ ہوسکتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیة بالنساء حدیث 3648)

یعنی اگر اس کی کچھ باتیں ناپسندیدہ ہیں تو کچھ اچھی بھی ہوں گی۔ ہمیشہ اچھی باتوں پر تمہاری نظر رہے۔

اسی طرح عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم مرد کے گھر کی نگران ہو۔ اس کے گھر کی پوری طرح نگرانی کرو اور اس کی کامل اطاعت بھی کرو۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب المرأة راعیة فی بیت زوجھا حدیث 5200)

دونوں طرف سے یہ سلوک ہوگا تو تبھی گھر کا امن اور سکون قائم رہ سکتا ہے۔

پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت معاویہ بن حیدہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے اللہ کے رسول! بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو تُو کھاتا ہے، اس کو بھی کھِلا۔ جو تُو پہنتا ہے اس کو بھی پہنا۔ اس کے چہرے پر نہ مار اور نہ اس کو بدصورت بنا۔ اس کی کسی غلطی کی وجہ سے سبق سکھانے کے لئے اگر تجھے اس سے الگ رہنا پڑے تو گھر میں ہی ایسا کر۔ یعنی گھر سے اُسے نہ نکال۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجھا حدیث 2142)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ میں سے تحمّل ایک بہت بڑا خلق ہے۔ یہ تحمّل آپ میں بچپن میں بھی تھا جب آپ اپنے چچا کے گھر رہتے تھے۔ کبھی چچا کے بچوں سے ایسی بات نہیں کی یا کسی قسم کی زیادتی سے جو گھر میں ہو جاتی ہیں، ایسا اظہار نہیں ہوا جس سے آپ کا صبر ٹوٹتا ہوا نظر آئے۔ لیکن عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ تو یہ خُلق اور بھی نکھرتا چلا گیا۔ آپ کی برداشت کے ایسے ایسے واقعات احادیث میں ملتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مدینہ ہجرت کے بعد آپ کی حیثیت معاہدہ کے بعد ایک سربراہِ مملکت کی بھی تھی۔ لیکن اس زمانے میں بھی بعض ایسے واقعات روایات میں ملتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح آپؐ بعض لوگوں کے سلوک اور رویوں پر تحمّل اور برداشت سے کام لیتے تھے۔ کس شان کا صبر اور تحمّل کا نمونہ آپ نے دکھایا۔ ایک دفعہ ایک بدوی نے مال لینے کی خاطر آپ کی چادر کو اس قدر کھینچا کہ آپ کی گردن پر نشان پڑ گیا۔ لیکن آپ نے اس کی اس بات پر اسے سزا دینے کی بجائے مزید عطا کردیا۔ کیونکہ اس نے کہہ دیا تھا کہ آپؐ سختی کا بدلہ نرمی سے دیتے ہیں۔

(الشفاء لقاضی عیاض جزء اول صفحہ 74’’و اما الحلم‘‘ دار الکتب العلمیة بیروت 2002ء)

یہی تلقین آپؐ نے اُمّت کے افراد کو بھی فرمائی۔ فرمایا: بعض دفعہ انسان بے صبری سے کام لیتا ہے اور ایک سلسلہ جھگڑوں کا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے آپؐ نے ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دین کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان کو روک کر رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہماری ہر بات کا مؤاخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں (یعنی برے الفاظ جو ہیں اور بیہودہ باتیں جو ہیں، بے موقع باتیں ہیں، اس) کی وجہ سے جہنم میں گرتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنة حدیث 3973)

یہ زبان ہی ہے جو اس دنیا میں بھی انسان کو لے ڈوبتی ہے، جھگڑے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر مرنے کے بعد بھی قابلِ مؤاخذہ ٹھہراتی ہے۔

اِس زمانہ میں تحمّل کی اعلیٰ ترین مثال ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی زندگی میں نظر آتی ہے کہ ایک شخص آکر آپ کو مجلس میں سب صحابہ کے سامنے گالیاں دیتا چلا جاتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں کہ اسے کچھ نہ کہو۔ آخرکار خود ہی بک بک کرکے تھک کر واپس چلا جاتا ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 444-443)

یہ نمونے ہیں جو ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں۔

روایات میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب حدیث 6114)

پھر حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت ابو بکرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ چپ تھے۔ حضور بیٹھے مسکراتے رہے اور تعجب کرتے رہے۔ جب اس شخص نے گالیاں دینے میں حد کر دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جواباً کچھ الفاظ کہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کے انداز میں کھڑے ہوگئے اور چل پڑے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا آپ سنتے رہے اور بیٹھے رہے۔ لیکن جب مَیں نے اُس کا جواب دیا تو آپ ناراض ہوکر اٹھ آئے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! جب تم خاموش تھے تو فرشتے تمہاری طرف سے اُسے جواب دے رہے تھے۔ لیکن جب تم نے خود جواب دینا شروع کیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آ گیا۔ میں شیطان کے ساتھ کس طرح بیٹھ سکتا تھا۔ پھر فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں برحق ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر کسی انسان سے زیادتی ہو اور وہ اللہ کی خاطر درگذر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت کا مقام عطا کرتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ جس شخص نے بخشش کا دروازہ کھولا اور اس کا مقصد صرف صِلہ رحمی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو زیادہ کرے گا اور اسے بہت دے گا۔ تیسری یہ کہ جس شخص نے اس غرض سے مانگنا شروع کیا ہے کہ اس کا مال زیادہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کے مال کو بڑھانے کی بجائے کم کردے گا۔ (یعنی تنگدستی اُس کا پیچھا کرے گی)۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 547-546 ’’مسند ابی ہریرة‘‘ حدیث نمبر 9622۔ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر ایک اور خُلق ہے، جذبات کا احترام۔ یہ ایک ایسا خلق ہے جو معاشرے میں محبت پیار پھیلانے کی ضمانت بن جاتا ہے۔ امن قائم کرنے کی ضمانت بن جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر شکایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا دل دکھایا ہے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اس شخص نے پہل کی تھی اور کہا تھا کہ مَیں موسیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسے خدا تعالیٰ نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے۔ اس پر مَیں نے جواباً یہ کہا تھا کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسے خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے افضل بنایا ہے۔ (اور یہ اب ایسی بات نہیں ہے جو حضرت ابوبکرؓ نے غلط کہی ہو)۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خاتم الانبیاء ہیں، آپؐ جو افضل الرسل ہیں اور اس بات کو یقیناً آپ سب سے زیادہ بہتر رنگ میں جانتے تھے، فرمایا: ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ دوسرے مذہب والے کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اور ایک حقیقی مسلمان کو دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔ ان لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو۔

(عمدہ القاری شرح صحیح بخاری جلد 12 صفحہ 369 کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص، و الخصومة بین المسلم و الیھود حدیث 2411 طبع اول 2003ء)

اب اس حقیقت کے باوجود کہ آپ موسیٰ سے افضل ہیں۔ آپ کا یہ کہنا صرف اور صرف جذبات کے احترام اور امن کے قیام کے لئے تھا۔ لیکن اس کے باوجود بعض مستشرقین، اسلام پر اعتراض کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے یہودیوں کے ساتھ ظلم سے کام لیا۔ اور یہ کتنی بڑی حقیقت ہے اور ایسی سچائی ہے جس کا خدا تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور افضل الرسل ہیں۔ لیکن جذبات کا احترام کرتے ہوئے آپ صحابہ کو اس سے روک رہے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں کا احترام کرنا چاہئے۔

پس ایک احمدی کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ

بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا موجب بنتے ہیں تو وہ اس سے احتراز کریں، پرہیز کریں اور یہ دیکھیں، اپنے جائزے لیں کہ کیا ہم حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بن رہے ہیں؟

آج دنیا میں چھوٹی سطح پر بھی اور بڑی سطح پر بھی انصاف قائم کرنے کا حق ادا نہیں کیا جاتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف کا معیار وہ تھا جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ جس طرح آج کل بھی بعض معاشروں میں سفارشیں چلتی ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ یورپ میں نہیں چلتیں۔ یہاں بھی چلتی ہیں یا کسی کو غیر معمولی توجہ اور ترجیح دی جاتی ہے جو انصاف کے خلاف ہے۔ اس طرح بعض کو بعض کے حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ عربوں میں بھی اُس زمانے میں یہ چیز بہت پائی جاتی تھی۔ لیکن آپؐ کا انصاف دیکھیں کہ کسی قوم کی بڑائی آپ کو انصاف کرنے سے نہیں روک سکی کیونکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ ایک دفعہ ایک بڑی خاندان کی عورت نے دوسرے کا مال ہتھیا لیا اور اس ہتھیانے کی وجہ سے پکڑی گئی۔ عربوں میں ان قبیلوں میں بے چینی پیدا ہوئی کہ بڑے خاندان کی عورت ہے۔ اگر اس کو سزا ملے گی تو اس قبیلہ کی ہتک ہو جائے گی۔ اس عورت کی معافی کی سفارش کے لئے اسامہ بن زید کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا۔ لیکن اس سفارش کے سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمیشہ غصہ کو دبانے والے اور تحمّل کا اظہار کرنے والے تھے، آپ کے چہرے پر غصے کا اظہار آیا اور آپؐ نے فرمایا کہ اُسامہ! سنو! کہ تمہارے سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ وہ بڑوں کا لحاظ کرتی تھیں اور چھوٹوں پر ظلم کرتی تھیں۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اور مَیں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی یہ جرم کرتی تو مَیں اسے بھی سزا دیتا۔ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب 52/53 حدیث 3475)

آپؐ کے چچا عباسؓ پہلے مسلمان نہیں ہوئے تھے، بدر کی جنگ میں قیدی بنے۔ انہیں رسّیوں سے باندھا گیا جس کی وجہ سے وہ کراہتے تھے۔ اس بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان کے کراہنے کی وجہ سے بار بار ان کی طرف اٹھتی تھی اور آپ بے چین ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کا سلوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت اچھا تھا۔ صحابہ نے یہ محسوس کیا تو حضرت عباس، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پہلے مسلمان نہیں تھے بعد میں مسلمان ہو گئے، ان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ جب آپؐ کو علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: یا تو تمام قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دو۔ یا ان کو بھی اُسی طرح دوبارہ کس کر باندھو۔ چنانچہ صحابہ نے باقیوں کی رسّیاں بھی ڈھیلی کر دیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 2 جزء 4 صفحہ 325 الطبقۃ الثانیۃ من المهاجرین و الانصار "عباس بن عبد المطلب"۔ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

اللہ تعالیٰ کی کامل امانت یعنی شریعتِ کامل کو دنیا کے انسان تک پہنچانے کا ذریعہ بن کر اپنے امین ہونے کی سند جب آپؐ نے خدا تعالیٰ سے حاصل کی تو پھر اس تعلیم کے مطابق ہر قسم کی امانت کی ادائیگی کے حق بھی آپؐ نے ادا کئے۔ انتہائی خطرناک حالات میں جب آپؐ نے مکّہ مکرمہ سے ہجرت کی تو آپؐ کو ان امانتوں کی بھی فکر تھی جو لوگوں نے آپؐ کے پاس رکھوائی ہوئی تھیں۔ چنانچہ ان امانتوں کو آپ نے حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور انہیں تاکید کی کہ یہ ان کے مالکوں تک پہنچا کر تم نے پھر مدینہ آنا ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 342 ہجرۃ الرسول ﷺ "خروج النبی ﷺ و استخلافہ علیا علی فراشہ"۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ایک دفعہ کسی نے سوال کیا کہ اگر کہیں کوئی گری پڑی چیز مل جائے تو اس کا کیا کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کی نشانیاں بتا کر اعلان کرتے رہو۔ پھر اگر اُس کا مالک آ جائے تو اسے لوٹا دو۔ پھر اس نے سوال کیا کہ اگر کوئی گمشدہ اونٹ مل جائے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس اونٹ کے پاؤں اس کے ساتھ ہیں۔ وہ درختوں سے چر کر اور پانی پی کر زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو حاصل کر لے یا پا لے۔

(صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب معرفۃ العفاص و الوکاء و حکم ضالۃ الغنم و الابل حدیث 4498)

پھر دشمنوں کی امانت کی ادائیگی کا کس طرح خیال رکھا؟ خیبر کی جنگ میں جبکہ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ یہود کے ایک حبشی چرواہے نے جو باہر بکریاں چرایا کرتا تھا اسلام قبول کر لیا۔ اس کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا جو یہود کی تھیں۔ جن کو وہ چرایا کرتا تھا۔ مسلمان بھی اس وقت بھوک اور افلاس کا شکار تھے۔ اس کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ریوڑ بھی اس کے ساتھ ہی آ گیا تھا۔ ظاہر ہے یہ تو مسلمانوں کے لئے اپنی بھوک مٹانے کا اور پیٹ بھرنے کا بڑا اچھا موقع تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس بارہ میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ریوڑ کا منہ قلعہ کی طرف کر کے اس کو قلعہ کی طرف ہانک دو۔ خود ہی وہاں چلا جائے گا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور بکریاں قلعہ تک پہنچ گئیں اور قلعہ والوں نے ان کو قلعہ کے اندر کر لیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام "امر الاسود الراعی فی حدیث خیبر" صفحہ 703۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

تو یہ ادائیگیٔ امانت کی وہ اعلیٰ ترین مثال ہے کہ مسلمان ہونے پر پہلا سبق جو اس حبشی غلام کو بھی دیا تو وہ یہ تھا کہ یہ بکریاں نہ ہمارے لئے حلال ہیں، نہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ ان کو ان کے مالکوں تک پہنچاؤ۔ پھر تم حقیقی مسلمان کہلا سکتے ہو۔ پس یہ وہ نمونہ ہے جو ہر احمدی کو بھی اپنی امانت کے حق کی ادائیگی کے لئے اپنانا چاہئے۔

ایک اعلیٰ خُلق عہد کی پابندی ہے۔ آپؐ اس بارے میں بھی اس قدر پابندی فرماتے تھے کہ بادشاہِ روم نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خط ملنے پر ابوسفیان کو بلا کر آپؐ کے بارے میں پوچھا اور یہ سوال کیا کہ اس شخص نے جس نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے کبھی بدعہدی بھی کی ہے؟ ابوسفیان جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کا دشمن تھا اسے بھی شاہِ ہرقل کے سامنے یہ اقرار کرنا پڑا کہ آج تک آپؐ نے ہمارے ساتھ کوئی بدعہدی نہیں کی۔ البتہ ایک بات ہے کہ آجکل ایک معاہدہ ہوا ہوا ہے (جو صلح حدیبیہ کا معاہدہ تھا) دیکھیں اس بارہ میں آپ کا کیا رویہ ہوتا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب 6 حدیث نمبر 7)

یہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ بھی مشرکین نے ہی توڑا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کی ایک ایک شِق پر عمل کیا تھا اور کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اس ایفاء عہد کا اتنا پاس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بے انتہا برکات عطا فرمائیں اور اس کا سب سے بڑا انعام فتح مکّہ کی صورت میں خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

پھر عورتوں سے حسنِ سلوک کی آپؐ نے تلقین فرمائی۔ یورپ نے تو اب کچھ دہائیاں پہلے عورتوں کو بعض حقوق دیئے ہیں اور ان حقوق کے نام پر اب مسلمانوں پر اعتراض شروع ہو گئے ہیں کہ دیکھو یہ عورتوں کے حقوق کس طرح غصب کرتے ہیں اور اسلام نعوذ باللہ عورتوں کے حقوق پامال کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کو پردہ میں رکھا جاتا ہے۔ ان سے حجاب کی پابندی کروائی جاتی ہے۔ یہ ویسے ہی سراسر ایک الزام ہے، جھوٹ ہے۔ عورتیں اگر پردہ کرتی ہیں تو ایک نیک عورت خود اپنی مرضی سے کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ قرآن کو دیکھیں تو عورتوں کے حقوق کی تعلیم کا ان لوگوں کو علم ہو۔ اور اگر انصاف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر نظر ڈالیں تو پھر ان کو پتہ چلے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے حقوق قائم فرماتے تھے؟ قرآنی تعلیم کے مطابق آپؐ نے آج سے چودہ سو سال پہلے عورت کے ورثہ کے حق کو قائم فرمایا۔ لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بھی ماں باپ کے ورثہ میں حقدار ٹھہرایا۔ ماؤں اور بیویوں کو بیٹیوں اور خاوندوں کے ورثہ کا حق دار ٹھہرایا۔ بہنوں کو بھائیوں کے ورثہ کا بعض حالات میں حقدار ٹھہرایا۔ عورت کی وراثت کا یہ حق قائم کرنے کا امتیاز صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل طور پر عملدرآمد کروایا۔ اسی طرح عورت کے مال کو اس کی ملکیت قرار دیا اور خاوند کو اس پر کسی قسم کے تصرف سے منع فرمایا۔ عورت اپنا مال خرچ کرنے میں پورا اختیار رکھتی ہے۔

آج کل بعض احمدیوں میں بھی یہ مثالیں سامنے آ جاتی ہیں کہ بیوی کے مال پر نظر رکھتے ہیں جو بیویاں کما رہی ہیں۔ اور اگر بیویاں اپنے مال نہ دیں یا کسی قسم کی بات نہ مانیں تو پھر گھروں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ انتہائی غلط کام ہے اور مرد کی طرف سے ایک گھٹیا حرکت ہے۔ مرد کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس کے مال پر تصرف کرنے کی کوشش کرے۔

عورتوں کے جذبات کا آپؐ کو اس قدر احساس ہوتا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران بچے کے رونے کی آواز پر مَیں نماز جلدی ختم کر دیتا ہوں کہ اس کے رونے کی وجہ سے اس بچے کی ماں کو تکلیف ہو رہی ہوگی۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبی حدیث 707)

لیکن عورتوں کو بھی خیال رکھنا چاہئے کہ چھوٹے بچے جو رونے والے ہیں ان کو بلا وجہ مسجد میں لانا بھی نہیں چاہئے تا کہ باقی لوگوں کی بھی نمازیں خراب نہ ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کا جو احساس تھا اس کی وجہ سے مسلمانوں کو جو آخری نصیحت فرمائی اس میں یہ نصیحت بھی شامل تھی کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرتے رہنا۔

(المعجم الکبیر جلد 1 صفحہ 102 "سنن علی بن ابی طالب و وفاتہ رضی اللہ عنہ"۔ دار احیاء التراث العربی 2002ء)

آپؐ یہ بھی فرماتے تھے کہ جس کے گھر میں لڑکیاں ہوں وہ ان کی اچھی تعلیم اور تربیت کرے تو خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد و الاحسان الی البنات حدیث 3669)

ہمسایوں سے حسنِ سلوک معاشرے کی خوبصورتی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر ہر ہمسایہ اپنے ہمسائے کا حق ادا کرے تو محلوں میں بھی امن قائم ہو جائے، شہروں میں بھی امن قائم ہو جائے اور ملکوں میں بھی امن قائم ہو جائے۔ آج کل اس دنیا میں جو لڑائیاں ہو رہی ہیں، فساد پھیلے ہوئے ہیں یہ سب ختم ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس قدر تاکید فرمائی تھی اور فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بار بار تاکید کی ہے کہ ہمسایوں سے ہمیشہ نیک سلوک رکھنا اور فرماتے ہیں اتنی زیادہ تاکید فرمائی کہ مجھے خیال ہوا کہ شائد ہمسایوں کو وارث قرار دیدیا جائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الوصاءۃ بالجار حدیث 6014)

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ ہرگز مومن نہیں۔ وہ ہرگز مومن نہیں۔ خدا کی قسم! وہ ہرگز مومن نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون مومن نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی بدسلوکی اور نقصان سے محفوظ نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ حدیث 6016)

عورتوں کو بھی آپ نے خاص طور پر نصیحت فرمائی کہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو۔ عورتوں کو بدظنیوں کی بھی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ ویسے تو مردوں کو بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن بہرحال عورتوں کو بہت ہے۔ اس لئے ہر وقت وہ دوسری عورتوں کے بارے میں بدظنی کی وجہ سے خودساختہ کہانیاں بنا کر دل میں بعض اوقات پیچ وتاب کھاتی رہتی ہیں۔ اور اس وجہ سے پھر دوسروں کو بعض دفعہ نقصان بھی پہنچانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یا

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
2011 NASIR ناصر 1954
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو مذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

اگر نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں تو یہ کوشش ضرور ہوتی ہے کہ اس دوسری عورت کو کسی رنگ میں کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے۔ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت یاد رکھنی چاہئے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے عورتوں کو ہمسایوں کے خیال رکھنے کے بارہ میں نصیحت فرمائی کہ اگر تھوڑا سا بھی اچھا سالن تمہارے گھر میں پکا ہو اور ہمسایہ غریب ہو تو ہمسائے کا خیال رکھو۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب لا تحقرن جارة لجارتھا حدیث 6017)

پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہمسائے کا اس قدر حق ہے کہ اگر وہ کسی مشترک دیوار پر کیل وغیرہ گاڑتا ہے اور تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے تو اسے نہ روکو۔

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب لا یمنع جار جارہ ان یغرز خشبه فی جدارہ حدیث 2463)

یہاں مغرب میں قانون بنانے والے جو انسانی حقوق کے علمبردار بنتے ہیں۔ یہاں تو ہمسائے کی ذرا ذرا سی بات پر یہ لوگ ایک طوفان کھڑا کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حق ادا کرنا ہی نہیں چاہتے۔ اور خاص طور پر جب ہمسائے ایشین ہوں۔ ایک کام اگر ان کا ہم قوم کر رہا ہو تو اُسے اجازت ہوتی ہے اور کوئی غیر قوم کا آدمی کرے تو شور مچا دیتے ہیں۔ یہاں بھی بعض گھروں کی تبدیلیوں کی اجازت، اگر کرنی ہوں تو، مشکلوں سے ہی ملتی ہے۔ لیکن لندن میں، انگلستان میں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ ہمارے ایک واقعہ بھی ہوا۔ ایک ڈاکٹر اجازت لے کر اپنے گھر میں تبدیلی کرنے لگے۔ سامنے والے گھر نے بھی وہی تبدیلی کی ہوئی تھی۔ اس پر تو ہمسایوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن جب یہ کرنے لگے تو ہمسائے نے شور مچا دیا اور کونسل مجبور ہے کہ ہمسائے کے حق کے نام پر اس کو تبدیلی نہ کرنے دے۔ اس کا کوئی نقصان نہیں، کوئی مشترکہ دیوار بھی نہیں ہے۔ یہ جو انسانی قانون بنائے جاتے ہیں وہ پھر اسی طرح ہوتے ہیں جو بے چینیاں پیدا کرتے ہیں۔ بہر حال قانون نافذ کرنے والوں اور ذمہ دار اداروں کا یہ کام ہے کہ حق اور انصاف پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا دوریاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں اور بے چینیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ بھی ہو تم نے ہمسائے کا حق ادا کرنا ہے۔

پھر معاشرے کی بھلائی کے لئے ایک بہت اہم چیز ایک دوسرے کے عیوب چھپانا ہے۔ آپؐ تو کسی کے عیب کا علم ہونے کے بعد بھی اسے چھپاتے ہی تھے۔ دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی خود اپنے عیب ظاہر کرتا تو اسے بھی منع فرماتے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص دوسرے شخص کا گناہ اس دنیا میں چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ قیامت کے دن چھپائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة۔ باب بشارة من ستر اللہ تعالیٰ عیبه فی الدنیا حدیث 6595)

پس یہ ان لوگوں کے لئے بہت سوچنے کا مقام ہے جو دوسروں کی ذرا ذرا سی کمزوری دیکھ کر اس کو اِدھر اُدھر پھیلاتے رہتے ہیں۔ اس طرح برائیوں کے اظہار سے برائیاں پھیلتی ہیں۔ آج کل کے معاشرے میں یہ رواج چل پڑا ہے کہ معاشرے کی اصلاح کے لئے ایسی فلمیں بنائی جاتی ہیں یا ایسے ڈرامے بنائے جاتے ہیں جن میں برائیوں کا خوب خوب اظہار کیا جاتا ہے۔ اور آخر میں تھوڑے سے حصہ میں یہ نتیجہ نکال دیا جاتا ہے کہ ان برائیاں کرنے والوں کا انجام بُرا ہو اور کیونکہ اصلاح سے زیادہ ان فلموں اور ڈراموں میں کاروباری مقصد پیشِ نظر ہوتا ہے اس لئے مہینوں کی قسطیں چلتی چلی جاتی ہیں اور پھر اس کے بعد آخر میں ایک قسط کے تھوڑے سے حصہ میں برائی کرنے والے کا بد انجام دکھایا جاتا ہے اور یہ انتہائی فضول اور لغو چیز ہے۔ ایک لمبا عرصہ برائیوں کو دیکھ دیکھ کر نوجوانوں میں اس برائی کو کرنے کی طرف زیادہ چاہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بہ نسبت اس سے رکنے کے بعض فن (Fun) کے طور پر کر رہے ہوتے ہیں۔ اور آج کل کے معاشرے میں تو برائیاں اس قدر پھیل گئی ہیں کہ نوجوان بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کی وجوہات یہی ہیں جو فلموں میں دکھائی جاتی ہیں۔

پھر معاشرے کی بہت بڑی بیماری سچائی سے دوری ہے۔ گھروں میں بھی اور بازاروں میں بھی اور محلوں میں بھی، کاروباروں میں بھی، ملکی سطح پر بھی ایک دوسرے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے سچ سے دور ہو رہے ہیں اور جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سچ کا مقام اتنا اونچا تھا کہ غیر بھی آپ کو صدّیق کہنے پر مجبور تھے۔ آپ نے اپنی اُمّت کو بھی نصیحت فرمائی ہے کہ سچ کے ایسے مقام پر کھڑے ہو جہاں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہو۔

آپؐ نے فرمایا: سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور سچ کا مقام یہ ہے کہ انسان سچ بولتا چلا جائے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے حضور بھی سچا کہلائے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب قول اللہ تعالیٰ ’یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین‘ حدیث 6094)

اللہ تعالیٰ کے حضور سچا کہلانے کا تو انسان کو پتہ نہیں چل سکتا۔ اس کا صرف اور صرف یہ مطلب ہے کہ ہر انسان انتہائی باریکی سے ہر وقت اپنا جائزہ لیتا رہے کہ مَیں کوئی ایسی بات تو نہیں کہہ رہا جس میں ہلکا سا بھی غلط بیانی کا شائبہ ہو۔

حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ ناپسندیدہ اور قابلِ نفرین کوئی اور بات نہیں تھی۔ اور جب آپ کو کسی شخص کی اس کمزوری کا علم ہوتا تو آپ اس وقت تک اس سے کھچے کھچے رہتے جب تک آپ کو علم نہ ہو جاتا کہ اس نے اس کام سے توبہ کر لی ہے۔

(سنن ترمذی۔ کتاب البر۔ و الصلة باب ما جاء فی الصدق و الکذب حدیث 1973)

ایک شخص کو اپنے گناہ دور کرنے کے لئے جو ایک نصیحت فرمائی تو وہ یہ تھی کہ تمام گناہ دور کرنے کے لئے ایک ہی نصیحت ہے جس سے باقی گناہ بھی دور ہو جائیں گے۔ وہ نصیحت یہ تھی کہ کسی حالت میں بھی جھوٹ نہیں بولنا۔

(تفسیر کبیر امام رازی۔ جلد 8۔ جزء 16۔ صفحہ 176۔ تفسیر سورۃ التوبة زیر آیت 119 ”یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین“۔ دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

پس یہ ایک ایسا اہم خُلق ہے جو ایک احمدی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہونا چاہئے۔ کسی موقع پر بھی، کسی سطح پر بھی جھوٹ کا اظہار نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ سچائی کا اظہار ہونا چاہئے۔ یہی ایک احمدی کی امتیازی شان ہے اور ہونی چاہئے۔

یہ چند باتیں جو مَیں نے بیان کی ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی چند مثالیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کے لئے تو قرآنِ کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس کو اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متّبعین میں شمار ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے، اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں یعنی اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح نور ظلمت کو دُور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے۔ ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے“۔

(عصمت الانبیاء علیہم السلام، روحانی خزائن جلد 18۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن۔ صفحہ 680)

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت پیدا کرے۔ ہم اپنے اعمال کو کوشش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنے والے بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب شاملینِ جلسہ کو اپنے خاص فضل اور رحم سے نوازتا رہے۔ اس جلسہ کی برکات ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں، ہر احمدی کی زندگی میں بھی اور جماعتی زندگی میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کی امان اور حفاظت میں آپ سب اپنے اپنے گھروں کو لَوٹیں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر رہے۔

امیر صاحب نے حاضری پیش کی ہے۔ مجھے نہیں پتہ گزشتہ سال کیا حاضری تھی۔ (امیر صاحب سپین نے عرض کی کہ گزشتہ سال حاضری 444 تھی۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا) اس دفعہ اس سے بڑھ گئی ہے۔ اگر دیگر ممالک کے لوگ نہ آتے تو حاضری بہت کم ہو جاتی۔ انہوں نے آپ کی کچھ حاضری بڑھا دی ہے کیونکہ دوسرے ممالک سے آئے ہوئے 228 ہیں۔ اس میں پرتگال اور مراکو وغیرہ کے بھی کافی لوگ شامل ہیں لیکن یہاں کے 343 ہیں۔ کل حاضری 571 ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور یہ حاضری اللہ تعالیٰ آئندہ جلسوں میں ہزاروں میں لے جائے۔

اچھا اب دعا کر لیں۔

”اعلان بابت تاریخ احمدیت“

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی روز افزوں ترقیات کے پیشِ نظر ”تاریخ احمدیت“ کیلئے ایک سکیم منظور فرمائی ہے جس کی روشنی میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے امرائے کرام، صدر صاحبان، مربیان کرام اور احباب جماعت سے درج ذیل امور میں تعاون کی درخواست ہے۔

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام یا صحابہ کرام کے غیر مطبوعہ واقعات، تاریخی خطوط یا تصاویر ہوں یا اسی طرح غیر مطبوعہ تاریخی تحریرات اور بزرگان کے خودنوشت حالات زندگی ہوں تو وہ شعبہ ہذا کو بھجوائے جائیں۔

2۔ تمام اہم مواقع مثلاً جلسہ سالانہ، اجتماعات، مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح، مشن ہاؤسز، سکولز، ہسپتال اور نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ وغیرہ کی رپورٹس کی ایک کاپی شعبہ ہذا کو بھجوائی جایا کرے۔

3۔ تمام اہم مواقع کی تصاویر بھی بھجوائی جائیں اگر کوئی پرانی تاریخی تصویر ہو تو وہ بھی بھجوائیں یہ تصویر سکین (scan) کر کے بحفاظت واپس ارسال کر دی جائے گی۔

4۔ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتیں اپنے رسائل وجرائد کی ایک ایک کاپی شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ کو بھجوایا کریں۔ اسی طرح نئی مطبوعات کی ایک کاپی بھی بھجوائی جائے تاکہ تاریخی طور پر ریکارڈ رکھا جا سکے۔

5۔ احمدیت کے لئے جان دینے والے تمام احباب کی تصاویر درکار ہیں اسی طرح ان کے مختصر حالات زندگی بھی ہمراہ بھجوائے جائیں۔ نیز اسیران راہ مولیٰ کے حالات و واقعات بھی بھجوائے جائیں۔

6۔ کسی بھی میدان میں نمایاں ترقی کرنے والے احمدی احباب کی کامیابیوں کی خبر بھی شعبہ ہذا کو بھجوائی جائے۔

7۔ معاندین احمدیت کی دشمنی اور ان کے انجام کے متعلق معلومات بھی بھجوائیں۔ نیز احمدیت کے حق یا مخالفت میں شائع ہونے والی خبریں اصل حوالے کے ہمراہ بھجوائیں۔

”شعبہ تاریخ احمدیت“۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ (چناب نگر) ضلع چنیوٹ پاکستان

Ph + Fax: ++92.47.6211902

tarekh.ahmd@yahoo.com; tarekh.ahmd@gmail.com; tarekh.ahmd@hotmail.com

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا اپریل 2009ء میں مکرم فضل الرحمٰن عامر صاحب نے اپنے والد محترم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کا تفصیلی ذکرخیر کیا ہے جو 15 فروری 2009ء کو کینیڈا میں وفات پاگئے۔

محترم عبدالرحمٰن دہلوی صاحب 1910ء میں دہلی میں حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دہلویؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ نے رکھا تھا۔ تیرہ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ دہلی سے میٹرک اور قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرکے آپ لکھنؤ گولا کھنڈ کالج میں انگریزوں کو اُردو پڑھانے پر مقرر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں برٹش آرمی میں بھرتی ہوگئے اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تعینات رہے۔ 1942ء میں آپ برما کے محاذ پر تھے جب آپ کی ملاقات لیفٹیننٹ جان برین آرچرڈ سے ہوئی جو آپ کے کہنے پر قادیان بھی گئے اور پھر اسلام قبول کرکے بشیر احمد آرچرڈ کہلائے نیز پہلے انگریز مبلغ ہونے کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہوا۔

محترم دہلوی صاحبؓ کو آنحضور ﷺ سے غیرمعمولی عشق تھا اور ان کا نام آتے ہی آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ درود شریف کی برکات سے متعلق حضرت مولوی اسماعیل حلالپوری صاحب کی کتاب شائع کرکے مفت تقسیم کی۔ بہت متوکّل اور دعاگو انسان تھے۔

فوج سے سبکدوش ہونے کے بعد 1958ء میں محترم دہلوی صاحب ربوہ منتقل ہوگئے اور 1980ء تک دفاتر صدرانجمن احمدیہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 1982ء میں خاکسار نے اپنے والدین کو کینیڈا بلا لیا۔ یہاں آپ تبلیغ کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہتے۔ آپ نے ریڈکرسچین کالج میں بھی تعلیم حاصل کی تھی۔ ایک عیسائی ہمسائی آپ سے گفتگو کے بعد کہنے لگی کہ عیسائیت اور بائبل کا جتنا علم ان کو ہے ہمارے پادریوں کے پاس اُس کے مقابلہ میں عیسائیت کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔ آپ ہمارے فیملی ڈاکٹر لوئس کو بھی تبلیغ کرتے۔ ڈاکٹر لوئس سابق وزیراعظم ملائشیا تنکو عبدالرحمٰن کے بھی معالج رہے ہیں۔ وہ آپ کی باتیں سننے کے لئے دیر تک آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور کہتے کہ باہر بیٹھے لوگ تو میرے ہاتھ سے شفا پانے کا انتظام کررہے ہیں لیکن یہاں اندر میں مسٹر دہلوی کے ذریعے اپنی روحانی شفا کا بندوبست کررہا ہوں۔ ایک روز ڈاکٹر لوئس نے مجھے کہا کہ میں تمہارے والد کی باتوں پر گھر جاکر گھنٹوں غور کرتا ہوں۔ اور کہنے لگے کہ اگر دنیا میں کچھ اَور لوگ بھی اِن جیسے ہوجائیں تو یہ دنیا تو بہشت بن سکتی ہے۔

آپ نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے ارشادات کو لکھ لکھ کر اور اُن کی بے شمار عکسی نقول کرواکر ایک بڑے تھیلے میں اپنے پاس رکھا ہوتا تھا۔ جلسہ ہوتا یا کوئی شادی بیاہ کی تقریب ہوتی، ہر جگہ اور ہر محفل میں آپ وہ پمفلٹ تقسیم کرتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں دہلی اور کوئٹہ میں تبلیغ کرتے ہوئے ماریں بھی کھاچکا ہوں اور کوئٹہ میں تو ایک شخص نے میری عینک بھی توڑ دی تھی۔ اور کوئٹہ میں ایک بار ایک شخص چاقو لے کر مجھے مارنے آگیا۔ لیکن پھر پتہ نہیں اُسے کیا ہوا کہ بجائے مارنے کے وہ میرے سامنے کھڑا کانپنے لگا۔ میں نے اُس سے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ اُسے مولویوں نے مجھے مارنے کے لئے بھیجا تھا اور کہا تھا کہ اس طرح وہ جنت کا حقدار ہوجائے گا۔ وہ میرے پیروں پر گر پڑا اور بے تحاشہ مجھ سے معافی مانگنے لگا۔ میں نے اُس سے کہا کہ معافی مانگنی ہے تو خدا سے مانگ۔

ایک بار مَیں نے والد صاحب سے کہا کہ شادی بیاہ پر یہ تھیلا نہ لایا کریں اور وہاں کچھ نہ بانٹا کریں تو آپ کہنے لگے کہ سمجھ لو تمہارا باپ پاگل ہے، اُسے تبلیغ کا جنون ہے۔ اُس کے لئے موقعہ محل کچھ نہیں ہے۔ اُسے تو یہ فکر ہے کہ کسی طرح اسلام اور احمدیت کا پیغام ساری دنیا تک پہنچ جائے۔ اُن کی یہ بات سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔

جب آپ کینیڈا آئے تو چند دن بعد مجھے کہنے لگے کہ پاکستان میں تم نماز اور قرآن روزانہ پڑھنے کی پابندی کرتے تھے لیکن اب دین کا خانہ بالکل خالی ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ تم پاکستان میں رہتے لیکن دین تمہارے پاس رہتا۔ مَیں نے اُن سے معافی مانگی اور کہا کہ آئندہ کبھی اُنہیں شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ چنانچہ ستائیس سال پہلے کی گئی اِس نصیحت کے بعد نہ صرف مَیں نے نماز اور قرآن کی تلاوت میں باقاعدگی اختیار کی بلکہ روزانہ نصف گھنٹہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بھی آپ کو سنایا کرتا۔ اور اس طرح کم ازکم تین بار ساری کتب بھی پڑھ ڈالیں۔ دیگر رسائل وجرائد بھی سنایا کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی اور صحت والی عمر عطا فرمائی۔ 99 سال کی عمر میں بھی اپنے کام خود کرتے تھے۔ آخری دن تک تہجد اور فجر کی نماز کے لئے اُٹھے۔ وضو کیا اور کھڑے ہوکر نمازیں ادا کیں۔ کینیڈا میں دو بار آنکھوں کا آپریشن ہوا جس کی وجہ سے صحیح طور پر تلاوت قرآن یا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب نہ پڑھ سکتے اور اس کا آپ کو بہت صدمہ تھا۔

1986ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کینیڈا تشریف لائے تو آپ نے حضورؒ سے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میری وفات کے بعد آپؒ میرا جنازہ پڑھائیں۔ حضورؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ دہلوی صاحب ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ آپ ابھی بہت جئیں گے۔

میرے والدین دونوں موصی تھے اور تحریک جدید کے اوّلین پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔

آپ کی قبولیت دعا کے بے شمار واقعات میں سے صرف دو واقعات آپ کی زبانی پیش ہیں:

☆ رنگون سے میرا تبادلہ برما کمانڈ کے ہیڈکوارٹر میں ہوگیا۔ رنگون کا سٹاف پکی عمارتوں میں رہتا تھا اور برما کمانڈ کا سٹاف خیموں میں۔ چونکہ برما میں بارشیں کافی ہوتی ہیں اس وجہ سے میں برما کمانڈ جانا نہیں چاہتا تھا۔ میرے ساتھیوں میں سے کوئی بھی وہاں جانے پر رضامند نہیں تھا۔ ہمیں مع ہمارے سامان کے ٹرک پر بٹھا دیا گیا اور ٹرک ہمیں لے کر روانہ ہوگیا۔ اُس وقت تیز بارش بھی شروع ہوگئی۔ میں نے دعا کرنی شروع کردی کہ کسی طرح ہماری یہ تبدیلی رُک جائے۔ اس بارش کے دوران ہم برما کمانڈ کے ہیڈکوارٹر پہنچے۔ ہمارے انٹرویو کے لئے تین میجروں کا ایک بورڈ مقرر تھا۔ ہم باری باری بورڈ کے سامنے انٹرویو کے لئے جاتے رہے۔ جب میں اپنی باری ختم کرکے واپس آیا تو موسلادھار بارش جاری تھی۔ میں نے دعا شروع کردی کہ الٰہی اس تبدیلی کے آرڈر کو منسوخ کردے۔ قربان جایئے خداوند تعالیٰ کی قدرت کے کہ جن الفاظ میں مَیں نے دعا کی تھی انہی الفاظ میں اُس نے منظور فرمالی اور انٹرویو کرنے والے افسر نے ہمارا تبادلہ منسوخ کردیا۔

☆ برما میں Meiktila میں میرے ساتھ ہسپتال میں ایک مولوی عمر خطاب صاحب مولوی فاضل ہوتے تھے۔ ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ چلو Mamyo میں احباب جماعت سے ملاقات کرآئیں۔ وہاں ہمارا ریکارڈ آفس تھا اور کئی ہندوستانی احمدی بھی وہاں تھے۔ آفیسر کمانڈنگ Major M.A. Mohar نے ازراہِ نوازش اپنی ذاتی جیپ ہمیں استعمال کے لئے دیدی اور ایک ہندو ڈرائیور بھی دیدیا۔ شام کو اُس ڈرائیور سے میں نے کہا کہ جیپ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر پٹرول وغیرہ بھرلے۔ دوسرے دن علی الصبح ہم روانہ ہوئے تو ڈرائیور نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ اُس نے رات کو پٹرول بھرلیا تھا۔ قریباً ساٹھ میل کا سفر طے کیا ہوگا کہ جیپ کھڑی ہونے لگی۔ میں نے ڈرائیور سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ مگر وہ خاموش رہا۔ بار بار دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ پٹرول ختم ہوگیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ رات کو بارہ بجے تک ہم جیپ میں گھومتے رہے اور معلوم ہوتا ہے کہ رات کو سارا پٹرول خرچ ہوگیا۔ ہم کافی دیر تک سڑک پر کھڑے انتظار کرتے رہے کہ کسی فوجی گاڑی سے تھوڑا سا پٹرول مل جائے مگر کوئی پٹرول دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ وہ بڑے خطرناک دن تھے۔ برمی ہندوستانیوں کے سخت خلاف تھے اور جہاں اِکّا دُکّا ہندوستانی کو اکیلے پاتے تو قتل کردیتے تھے۔ ہم اُس وقت بالکل جنگل میں تھے، کوئی ہتھیار پاس نہ تھا اور قرب وجوار میں کوئی بڑی بستی بھی نہ تھی۔ میں جیپ میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی چلاؤ۔ میں نے دعا شروع کردی اور عرض کیا کہ بارِالٰہی پٹرول میں یہ خاصیت کہ وہ موٹر کو چلاتی ہے کس نے پیدا کی؟ آپ نے ہی تو پیدا کی ہے۔ آج آپ ہوا میں وہ خاصیت پیدا کردیجئے اور ہوا کو حکم دیجئے کہ وہ گاڑی کو چلائے۔ ڈرائیور نے گاڑی چلانا شروع کی۔ لیکن ڈرائیور جب کبھی سامنے سے کوئی سول یا ملٹری گاڑی آتے دیکھتا تو اس گاڑی کے ڈرائیور سے درخواست کرتا کہ ایک دو گیلن پٹرول دیدو مگر کوئی دینے کے لئے رضامند نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ ہم مانڈلے کے قریب پہنچ گئے۔ مانڈلے سے چند میل کے فاصلے پر ایک سول گاڑی خراب ہوئی کھڑی تھی۔ باوجودیکہ میں نے ڈرائیور سے کئی مرتبہ کہا کہ گاڑی کھڑی کرکے پٹرول نہ مانگو اور چلتے چلو۔ مگر اُس نے اس جگہ پھر گاڑی روک لی اور اس گاڑی کے ڈرائیور سے بھی وہی پٹرول کا مطالبہ دہرادیا۔ چنانچہ یہ ڈرائیور اس شرط پر ایک گیلن پیٹرول دینے پر راضی ہوا کہ مانڈلے پہنچ کر وہ دو گیلن پٹرول وصول کرے گا۔ چنانچہ ایک گیلن پٹرول گاڑی میں ڈال کر ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ آج تک اُس نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ گاڑی بغیر پٹرول کے چالیس میل چلی ہو۔ میں نے اسے جواب دیا کہ آج اگر تم یہ گاڑی اسی صورت میں بغیر پٹرول ڈالے میمیو تک بھی لے جاتے تو گاڑی راستے میں پٹرول نہ ہونے کی وجہ سے کبھی نہ رکتی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 ستمبر 2008ء میں مکرم لئیق احمد عابدؔ صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

یہ جو ہر شخص نے خود اپنی تلاوت کی ہے
ساری برکت یہ میرے یارِ خلافت کی ہے
تجھ کو دل نقد دیا تجھ سے محبت کی ہے
ہم نے مسرور ترے ہاتھ پہ بیعت کی ہے
آؤ دربارِ خلافت میں وفا پیش کرو
یہاں قیمت کوئی دولت کی نہ رنگت کی ہے
جسکی چاہت ہمیں لے جائیگی تیرے در تک
اُس ترے چاہنے والے سے محبت کی ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 اگست 2008ء میں مکرم طارق محمود سدھو صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

تیری یاد سے رہیں بے خبر میرے ایسے صبح و مسا نہیں
میری آنکھ سے رہے دُور تُو میری رُوح سے تو جدا نہیں
میرا مدعا تیرا قرب ہے میرے آنسوؤں کا علاج ہے
زخم اس کے جز جو بھرے مرے کوئی شہر میں تو دوا نہیں
میرے رات دن کے یہ سلسلے تیری ذات سے تھے جڑے ہوئے
تیرے در سے جب سے جدا ہوئے ہمیں رات دن کا پتہ نہیں
کوئی صبح فصلِ بہار ہو کوئی عطر بیز ہی آئے یاں
میرے صحنِ دل میں بھی کھل اٹھے وہ جو پھول پہلے کھلا نہیں
تیری فرقتوں کے یہ مرحلے میرے دل پہ ہیں کوئی نیشتر
تیرا ہجر ہی مرا درد ہے کوئی درد اس سے سوا نہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

24th June 2011 – 30th June 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 24th June 2011

00:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:10	Insight
00:20	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
01:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th October 1997.
02:10	Historic Facts
02:55	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th June 1995.
04:00	Moshaairah: an evening of pre-recorded poetry.
04:55	Jalsa Salana Burkina Faso: concluding address delivered by Huzoor, on 26th March 2004.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Historic Facts
07:10	Children's class with Huzoor.
08:15	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
10:30	Indonesian Service
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
13:30	Dars-e-Hadith
13:50	Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Lajna Imaillah UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 19th November 2006.
19:10	Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiqahi Masail
20:35	Friday Sermon
22:00	Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 25th June 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 15th October 1995.
02:10	Fiqahi Masail
02:45	Friday Sermon: rec. on 24th June 2011.
04:00	Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Yassarnal Qur'an
07:30	Jalsa Salana Benin: concluding address delivered by Huzoor, on 7th April 2004.
08:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 15th February 1998. Part 2.
09:30	Friday Sermon [R]
10:45	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Zinda Log
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:05	Bengali Service
15:05	Children's class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Children's class [R]
19:30	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 26th June 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 24th June 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Hadith
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th October 1997.
03:20	Friday Sermon [R]
04:35	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Children's class with Huzoor.
07:30	Children's Corner
08:05	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana Holland: an address delivered by Huzoor, on 5th June 2004, from the ladies Jalsa Gah.
10:10	Indonesian Service.
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon, recorded on 6th April 2007.
12:15	Tilawat
12:30	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Children's class [R]
16:30	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Children's class [R]
19:25	Real Talk
20:30	Children's Corner
21:00	Jalsa Salana Holland [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:25	Ashab-e-Ahmad

Monday 27th June 2011

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:00	International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 22nd October 1997.
02:50	Food for Thought: a discussion programme.
03:40	Friday Sermon: rec. on 24th June 2011.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Children's class with Huzoor.
08:45	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1998.
09:50	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 15th April 2011.
11:00	Jalsa Salana Speeches
11:50	Tilawat
12:05	International Jama'at News
12:35	Zinda Log
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Friday Sermon: rec. on 23rd September 2005.
15:20	Jalsa Salana Speeches [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 22nd October 1997.
20:30	International Jama'at News
21:05	Children's class [R]
22:10	Jalsa Salana Speeches [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Tuesday 28th June 2011

00:05	MTA World News
00:25	Seerat-un-Nabi (saw)
00:50	Tilawat
01:00	Insight
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 22nd October 1997.
02:35	Seerat-un-Nabi (saw)
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1998.
04:10	Khilafat Day Seminar
04:55	Jalsa Salana Holland: concluding address delivered by Huzoor, on 6th June 2004.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:35	Insight
07:20	Yassarnal Qur'an
07:55	Children's class with Huzoor.
08:55	Question and Answer Session: rec. on 22nd February 1998.
10:05	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 13th August 2010.
12:10	Tilawat
12:20	Zinda Log
12:50	Insight
13:10	Bangla Shomprochar
14:15	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 5th November 2006.
14:50	Yassarnal Qur'an
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth: an English talk-show on various matters relating to Islam.
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 24th June 2010.
20:35	Insight
21:00	Children's class [R]
22:15	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 29th June 2011

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:35	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 23rd October 1997.
02:35	Learning Arabic
03:15	Food for Thought: an English discussion.
03:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd February 1998.
05:05	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 5th November 2006.
06:05	Tilawat
06:25	Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Qur'an
07:05	Masih Hindustan Main
07:50	Children's class with Huzoor.
08:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 24th May 1997.
09:50	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:05	Tilawat
12:20	Dars-e-Hadith
12:40	Zinda Log
13:15	Friday Sermon: rec. on 30th September 2005.
14:05	Bangla Shomprochar
15:25	Dua-e-Mustaja'ab
16:00	Fiq'ahi Masa'il
16:45	Dars-e-Hadith [R]
17:20	Australian Flora & Fauna
18:00	MTA World News
18:20	Lajna Imaillah UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 19th November 2006.
19:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25	Real Talk
20:30	Yassarnal Qur'an [R]
20:50	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:30	Children's class [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Thursday 30th June 2011

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:35	Dars-e- Hadith
00:45	Masih Hindustan Main: A discussion on the books of the Promised Messiah (as).
01:05	Liqa Ma'al Arab: recorded on 30th October 1997.
02:30	Fiqahi Masail
03:00	MTA World News
03:20	Masih Hindustan Main [R]
04:10	Friday Sermon: rec. on 30th September 2005.
05:05	Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 3rd July 2004, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:25	Children's class with Huzoor.
07:30	Yassarnal Qur'an
08:05	Faith Matters
09:10	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
10:00	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 24th June 2010.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st June 1995.
15:30	Moshaa'irah
16:25	Dars-e- Malfoozat
16:35	Yassarnal Qur'an [R]
16:55	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor, on 4th July 2004.
19:25	Qur'anic Archaeology
20:05	Faith Matters [R]
21:05	Children's class [R]
22:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:15	Moshaairah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 17 June, 2011 | Issue No. 24

جو شخص نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو روکنے کے لئے آگے قدم نہیں بڑھا رہا وہ خیرِ اُمّت کا حصہ دار کس طرح بن سکتا ہے۔

خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ اور ارشادات کے حوالہ سے میاں بیوی کے تعلقات، تحمّل، انصاف، امانت، عہد کی پابندی، عورتوں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک، ہمسائے کے حقوق، عیوب کی پردہ پوشی، سچائی کو اختیار کرنے اور جھوٹ سے پرہیز وغیرہ متفرق معاشرتی امور کے بارہ میں نہایت اہم نصائح۔

3/اپریل 2010ء کو جلسہ سالانہ سپین کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ مومنوں کے سامنے ایک مطمحِ نظر ہونا چاہئے جیسا کہ اس شخص یا قوم کے سامنے ہوتا ہے جس نے ترقی کی منازل طے کرنی ہیں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ مسلمان تو خیرِ اُمّت ہیں جو دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:111) ۔یعنی تم سب سے بہتر اُمّت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس مسلمان کا کام صرف اپنا فائدہ دیکھنا نہیں ہے بلکہ دوسروں کا فائدہ دیکھنا اور انہیں فائدہ پہنچانا بھی ہے۔ یہ فائدہ تبھی پہنچایا جاسکتا ہے جب اپنے پاس وہ سامان بھی ہوں جو دوسروں کے لئے فائدہ مند ہوں۔ اور یہ اعلیٰ ترین خزانہ جس سے ایک مسلمان دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ باتیں ہیں جو اِس دنیا میں بھی کام آئیں اور مرنے کے بعد بھی کام آئیں۔ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ وہ نیکی کی باتیں ہیں۔ وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل اور مکمل تعلیم کو پھیلانے والے عمل ہیں جو اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی دنیا و عاقبت سنوارنے کا باعث بنتے ہیں۔ پس خیرِ اُمّت بننے کے لئے ایک مقصد خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے حصول کی کوشش کرو گے تو خیرِ امت بن سکو گے۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا یہ بھی فرمایا کہ وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرة: 149)۔ اور ہر ایک شخص کا کوئی مطمحِ نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے پر مسلّط کرتا ہے۔ سو تمہارا مطمحِ نظر نیکیوں میں بڑھنا ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’خیر اور بھلائی کی ہر ایک قسم میں سبقت کرو اور زور مار کر سب سے آگے چلو‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول (سورة البقرة) زیر آیت 149۔صفحہ 598)

پس صرف یہ حکم نہیں ہے کہ اپنی نیکیوں کے معیار بہتر کرتے جاؤ بلکہ ایک ٹارگٹ رکھو کہ ہم نے ہر اپنے سے بہتر جو نیکیوں میں آگے بڑھنے والا ہے، اُس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم خیرِ اُمّت ہو یعنی پوری اُمّت کی ذمہ داری لگا دی ہے کہ اپنے مقام پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سب سے بہترین اُمّت بنایا ہے۔ تم ایسی شریعت کو ماننے والے ہو جو کامل اور مکمل شریعت ہے۔ تم پر ایسی تعلیم اتاری گئی ہے جس سے بہتر تعلیم قیامت تک اب اُتر نہیں سکتی۔ تمہارے لئے وہ رسول بھیجا گیا ہے جو خاتم الانبیاء ہے۔ اس نبی کی تصدیق کے بغیر کسی نبی کی حقیقت کا ہمیں پتہ نہیں چل سکتا۔ تم اُس رسول کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے ہو جو افضل الرسل ہے اور انسانِ کامل ہے۔ پس کیوں نہ ہو کہ جس اُمّت میں یہ سب چیزیں جمع ہو جائیں وہ خیرِ اُمّت کہلائے۔ لیکن فرمایا کہ صرف اُمّت میں رسمی طور پر شامل ہو جانے سے خیرِ اُمّت کے فیض نہیں پہنچیں گے بلکہ ہر فردِ اُمّت کو یہ فیض حاصل کرنے کے لئے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پر توجہ دینی ہو گی۔ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ اور جب نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ ہوگی، جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوگی، جب ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق کے حصول کے لئے کوشش ہو رہی ہو گی، جب نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے لئے زور مار رہے ہو گے تبھی خیرِ اُمّت کا فرد کہلانے کے مستحق ٹھہرو گے۔ کیونکہ خیرِ اُمّت کا لقب تو ملا ہی اس لئے ہے کہ وہ نیکیوں کو پھیلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے لوگ ہیں۔ پس جو شخص نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو روکنے کے لئے آگے قدم نہیں بڑھا رہا وہ خیرِ اُمّت کا حصہ دار کس طرح بن سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے کے لئے ٹارگٹ بھی کوئی معمولی نہیں رکھا۔ بلکہ ایک کامل انسان کے عمل کو بطورِ نمونہ قائم فرما کر مسلسل کوشش کرتے چلے جانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہر فرد کے سامنے ایک عظیم اُسوہ قائم فرما کر کہا ہے کہ اس کے حصول کی کوشش کرو۔ بے شک نیکیوں میں بڑھنے کے لئے ہر آگے جانے والا شخص پیچھے رہنے والے کے لئے نمونہ ہے۔ اس کو دیکھ کر پیچھے رہنے والے نے نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنی ہے۔ لیکن دونوں طرح کے لوگوں کے لئے آخری مثال انسانِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب: 22)۔ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جو اللہ اور اخروی زندگی کے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ پس یہ نمونہ ہے جس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ یقیناً ایک عام مومن اس معیار تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بلندترین ٹارگٹ تم اپنے سامنے رکھو اور اس کے لئے اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو۔ فرمایا کہ نیک نیتی سے اس کے حصول کے لئے کوشش کرو اور کرتے رہو۔ اگر تمہیں اس بات پر یقین ہے کہ ایک روز اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے، اگر تمہیں یہ یقین ہے کہ یومِ آخرت برحق ہے تو پھر اپنی کوشش جاری رکھو۔ کسی قسم کی سستی نہ دکھاؤ۔ اور اس کے لئے یہ بہت اہم ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ اس سے مدد مانگتے رہو کہ اے اللہ! تیری رضا کے حصول کے لئے ہم تیرے اِس پیارے نبیؐ کی قائم کردہ مثالوں کے مطابق چلنے کی کوشش تو کر رہے ہیں۔ تُو ہی ہماری مدد فرما۔ جب نیک نیتی سے اس طرف توجہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کمزوریوں اور کمیوں کو اپنی رحمت اور مغفرت میں ڈھانپ لیتا ہے۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے بارے میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:32) تُو کہہ دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس یہ انتہائی اہم حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا ایک رنگ میں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے پیار کا حصول ہر اس شخص کے لئے بہت اہم ہے جو اپنے آپ کو حقیقی مسلمان کہتا ہے۔ اور ایک احمدی نے تو خاص طور پر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت ہی اس لئے کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو۔ اس کی رضا حاصل کرنے والا ہو اور اس کا پیار حاصل کرنے والا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کا پیار اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کے بغیر نہیں مل سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ’’ان کو کہہ دے کہ اگر خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے ہو لو اور میری راہ پر چلو تا خدا بھی تم سے پیار کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور وہ تو بخشندہ اور رحیم ہے‘‘۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی ۔ روحانی خزائن ۔جلد 10 صفحہ 325)

پھر آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’پس دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے افرادِ اُمّت کو اپنے محبوب قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ محبوبوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کریں اور آپؐ کے نمونہ پر چلیں‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 17۔ ترجمہ از عربی عبارت ۔ کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 131)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں اور آپ کے ہر قول اور فعل کی پیروی کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الاحزاب: 22)۔ پھر فرماتا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔(آل عمران:32)

(ریویو آف ریلیجنز جلد 2 نمبر 6 بابت جون 1903ء صفحہ 245)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں